

راہِ حُسن

بجواب

راہِ سُنت

از

مہرِ اقبال قنبرا احمد خان نعیمی

نعیمی کتب خانہ

نیکائے نجات میں تہلکہ مچا دینے والی کتاب

راہِ جنت

بجواب

راہِ سُنت

مُصَنَّف

صاحبزادہ مفتی اقسار احمد خان نعمی

مَح

کتابِ مقیاسِ جنت بجواب بابِ جنت

نعمی کتب خانہ

ناشر: مفتی احمد یار خان روڈ گجرات

پیش لفظ

بندہ گنگار بیچ مداح محمد اقدار خان ناظرین والا شان کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ میں نے کتاب ”راہ سنت مولفہ مولوی سرفراز خان صاحب صفدر گنگھڑوی کا بغور مطالعہ کیا اور انکا آخر کتاب میں دس ہزار روپے کا اعلان بھی دیکھا۔ وہ کتاب کیا ہے۔ مٹری کا جلا ہے جس کا دیکھنے میں بہت پھیلاوا مگر حقیقت کچھ بھی نہیں اس کا دارومدار دوسری کتب دیوبندیہ کی طرح دھوکوں اور خیانتوں پر ہے۔ میں نے اس کا جواب یعنی یہ کتاب جو آپکی پیش نظر ہے۔ بہت پہلے لکھ لی تھی جس کا اشتہار بھی دے دیا تھا۔ مگر مجھے پتہ یہ لگا کہ کتاب راہ سنت ایسی گناہ سی کتاب ہے جس سے اہل سنت تو کیا خود نجدی دیوبندی وہابی بھی بے خبر ہیں جس سے بھی اس کتاب کا تذکرہ ہوا اس نے یہ ہی پوچھا کہ راہ سنت کو فی کتاب ہے اور کس نے لکھی ہے چنانچہ اشتہار دینے پر بھی اس کے بہت کم طلب کے آرڈر آئے اس لئے میں نے اس کا جواب چھاپنے کا ارادہ ترک کر دیا اور سمجھا کہ اس کا جواب دینا درحقیقت راہ سنت کو مشہور کرنا ہے۔ کچھ قلمی سوالات میں نے مولوی صاحب مذکور کو بھیجے جن کا جواب تو وہ نہ دے سکے مگر انہوں نے نہایت تکبرانہ انداز میں مجھے لکھا کہ تم میرے شاگرد در شاگرد کے برابر بھی نہیں ہو لہذا میں تمہیں منہ نہیں لگا سکتا ایک بار ہجرات میں میری مصنف مذکور سے ملاقات ہوئی اور میں نے ان سے زبانی جوابات کا مطالبہ کیا تو نہایت لاپرواہی سے فرمایا کہ جاؤ تم جیسے میں نے بہت دیکھے ہیں اس کتاب کا جواب لکھنے والے کسی ماں نے جنے ہی نہیں تم سے جو ہو۔ سکتا ہے کرلو پھر بعض دیوبندی وہابیوں کو کہتے سنا گیا کہ اہل سنت سے اس کتاب کا جواب ناممکن ہے مجبوراً یہ کتاب چھپا پڑی اس کا نام لکھ شیر بہر نجدی زادہ گنگھڑ تھا۔ مگر والد صاحب کے فرما نے پر اس کا نام راہ جنت رکھا رب تعالیٰ قبول فرمائے۔

اقدار احمد خان عرف مصطفیٰ میاں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وكفى والصلوة والسلام على سيد الانبياء وسند الاصفياء

محمد المصطفى وعلى اله واصحابه البر النقي

آج سے قریباً کس سال پہلے میرے ولی نعمت استوار حق والد ماجد حضرت حکیم الامت مولانا الحاج المفتی احمد یار غنی صاحب شیخ الحدیث مدرسہ دارالعلوم دیوبند پاکستان نے ایک مبسوط کتب لکھی جاہ الحق زبقی الباطل جس میں مذہب دیوبندیت کے ہر مسئلے کی ایسی پر زور تردید کی کہ بغضِ تقالے دیوبندیت نجدیت وہیت کسل کی طرح ترپنے لگی اور دم توڑنے لگی اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضور شفیع یوم النشور باعث ایجاد عالم مالک کون ومکان حضرت محمد ﷺ کے کرم سے وہ کتب ایسی مقبول ہوئی کہ عرصہ میں بار بار چھپی۔ ہندو پاکستان کے علاوہ دیگر ممالک حتیٰ کہ مدینہ منورہ افریقہ انگلستان (لندن) تک پھیلی۔ اسے اہل سنت نے آنکھوں سے لگایا۔ علماء کرام نے پسند فرمایا صوفیاء عظام نے مقبول کیا۔ حضرت قطب الوقت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری قدس سرہ العزیز نے حضرت مصنف کو خلعت و انعامات سے نوازا اور فرمایا کہ اس کا اصلی صلہ ان شاء اللہ قیامت میں اللہ تعالیٰ در رسول ﷺ سے دلویا جائیگا حضرت مصنف کے پیر مرشد حضرت صدر الافاضل فخر الائمہ مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب قدس سرہ العزیز مراد آبادی نے حضور مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جبہ مبارک حضرت حکیم الامت کو عطا فرمایا غرض یہ کہ بزرگان دین نے اس کتب کو بہت ہی پسند فرمایا اس کے مطالعہ سے بہت سے بچے نجدی دیوبندی وہابی پلپلے پڑ گئے اور پلپلے نجدی دیوبندی توبہ کر کے پختہ سنی مسلمان ہو گئے والحمد للہ علی ذلک نجدی دیوبندی بہت ہی سچ و تک کھاتے سرسلاتے رہے مگر بجز انگلیاں چبانے غم کھانے کے کچھ بن نہ آتی تھی آخر کار اکیس سال کے بعد گھکھڑ ضلع گوجرانوالہ کے ایک جوشیلے دیوبندی عالم مولوی سرفراز خاں صاحب صفدر نے اس کتب کا جواب لکھنے کی کوشش کی اور ایک کتب مسمیٰ بہ راہ جنت لکھی اس کتب میں مصنف مذکور نے اہل سنت کو جواب نہ دیا بلکہ اپنے مذہب کو جواب دے دیا ہے جیسا کہ انشاء اللہ ناظرین ملاحظہ فرمائیں گے میں کتب راہ

سنت پر کچھ لکھنے سے پہلے مذہب دیوبندیت کے متعلق کچھ عرض کرتا ہوں۔

دیوبندیت اور دیوبندی

دیوبندیت کو خود نجدی دیوبندی وہابی ہی اپنے ہاتھوں گہری قبر میں دفن کر چکے ہیں اب دیوبندیت عیسائیت کی طرح صرف کتابوں کی زینت رہ گئی ہے رہا دیوبندیوں کا عمل وہ بالکل برعکس ہو چکا اب دیوبندیوں کا قلمی مذہب اور ہے قولی مذہب اور مگر عملی مذہب کچھ اور ہے۔ آپ دیوبندیوں کی تحریر تقریر و عمل میں امتداد چہ کا فرق بلکہ تضاد پائیں گے بطور نمونہ چند چیزیں پیش کی جاتی ہیں۔

مزارات پر عمارات

دیوبندی دھرم میں مزارات اولیاء اللہ پر عمارات بنانا حرام کفر و شرک ہے اور بنی ہوئی عمارتوں کو ڈھارنا عین فرض اور رکن ایمان ہے بلکہ مولوی سرفراز خان صاحب نے اس کتب راہ سنت کے صفحہ ۱۷۲ پر لکھا کہ مزارات اولیاء اللہ کے پاس جو مسجدیں ہوں انہیں بھی ڈھا دینا ضروری ہے چنانچہ وہ اس جگہ بحوالہ مرثکت فرماتے ہیں و بحسب الہدم وان کان مسجد اور خود ہی یوں ترجمہ فرماتے ہیں گرانا واجب ہے اگرچہ مسجد ہی کیوں نہ ہو اسی جگہ فرماتے ہیں کیونکہ مسجد ضرر بھی آخر مسجد ہی کے نام سے تعبیر کی گئی تھی نتیجہ ظاہر ہے کہ اولیاء اللہ کے مزارات کے پاس جو مساجد ہیں ان سب کا گرا دینا ڈھا دینا جائز یا مستحب نہیں بلکہ واجب ہے رہے قبور اور قبور پر عمارات ان کے متعلق تو کچھ پوچھتے ہی نہیں فرماتے ہیں۔

تجب المباحرة الی ہدم ماہو ہدم ان اونچی قبروں کو اور ان قبروں پر جو قبے القباب النبی علیہا اور گنبد بنائے گئے ہیں انکو گرا دینا واجب ہے راہ سنت صفحہ ۱۷۶

اور فرماتے ہیں۔

لا یجوز بقائہا و یجب ہدمہا ان کا چھوڑنا جائز نہیں ان کا گرا دینا واجب ہے۔ راہ سنت صفحہ ۱۷۷

مسلمانوں شکر کرو کہ پاکستان میں نجدیوں دیوبندیوں کا راج نہیں درند بھارت میں تو

ہزار دو ہزار مسجدیں ہندوؤں نے گرائی ہو گئی یہ نجدی پاکستان کی لاکھوں مسجدیں دھا
دیتے خدا کے کو ناخن نہ دے کہ شیخ کھجائے خون بہائے مہلاکہ خاں صاحب نے
مرگت کی عبارت نقل کرنے میں بہت ہی خیانت کی کیونکہ مرگت کی پوری عبارت
یہ ہے۔ وللحرمة فی النسبة وبجباب الہدم وان کان مسجدا یعنی یہ مماعت
وقتہ قبرستان میں ہے کہ وہاں بنی ہوئی عبارت کا دھانا اگرچہ مسجد ہی ہو کیونکہ تبدیلی
دفع ہے غاصب نے اگلی پچھلی عبارت چھوڑ دی

عمل

مزارت کے قبوں و مسجدوں کے متعلق دیوبندی نجدی تحریریں آپ دیکھ چکے اب
دیوبندی عمل ملاحظہ فرمائیں ابھی کچھ عرصہ ہوا کہ ۲۹ جولائی 1960 کو قائد اعظم بانی
پاکستان محمد علی جناح کی قبر پر حکومت پاکستان نے عظیم الشان قبہ مقبرہ کی عبارت بنانے
کے لئے ہزار ہا روپیہ کا تخمینہ لگایا جب سنگ بنیاد رکھنے کی رسم صدر مملکت پاکستان
فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں نے ادا کی تو اس وقت دیوبندیوں کے شیخ اشیر مولانا احتشام
الحق صاحب تھانوی بھی وہاں پر براہین و تشریف فرما تھے بلکہ شیخ محفل نظر آرہے تھے
آن موصوف نے نہ یہ کہ اس موقع پر حق کی تبلیغ کی نہ یہ کہ خاموش رہے بلکہ ایک
بلغ تقریر فرمائی جس میں حکومت کے اس قبہ سازی کی بہت تعریف کی اور گذشتہ
حکومتوں پر اعتراض کیا کہ انہوں نے اس کار خیر میں دیر لگائی مولانا کی یہ تقریر اخبارات
جنگ کوستان وغیرہ میں شائع ہوئی مسلمانو! غور کرو مولانا سرفراز صاحب مزارت کے
قبے بلکہ وہاں کی مسجدوں کو گرانا واجب و ضروری فرما رہے ہیں اور مولانا احتشام الحق
قبے بنانے کو کار خیر فرما رہے ہیں وہ تھا قول یہ ہے عمل دیکھو اخبار جنگ راولپنڈی ۱۳
اگست ۱۹۶۰ء اور ہجرات کے دیوبندیوں نے گجرات کے قبرستان بھٹیاں کے جنازہ گاہ پر
قبضہ کرنے وہاں وہابیت کا اکھاڑہ بنانے کے لئے اس جنازہ گاہ میں رمضان ۱۳۴۲ھ کو
تراویح و حلت پنجگانہ باقاعدہ جماعت سے ادا کرنی شروع کر دی حالانکہ اس جنازہ گاہ
کے چار طرف قبریں ہیں اور اس کی غلی جانب ایک بزرگ چولے والے کا مزار ہے
خود جنازہ گاہ کے صحن میں بہت قبریں ہیں یہ ہے دیوبندی عمل کہ قبروں کی طرف
سجدے کر رہے ہیں۔

کیا فرماتے ہیں حضرت مولوی سرفراز خاں صاحب

۱۔ در تمام علماء دیوبند اس مسئلہ میں کہ ازروئے شریعت دیوبندیہ مولانا احتشام الحق
صاحب واجب الہدم چیز کو خیر فرما کہ مشرک کافر فاسق ہوئے یا نہیں۔ بیوا تو جروا۔

مزارات اولیاء اللہ پر حاضری

دیوبندی عقیدہ یہ ہے کہ مزارات اولیاء اللہ پر جانا وہاں جا کر اللہ تعالیٰ سے دعا
کرنا قتل وزنا سے بھی بدتر گناہ ہے چنانچہ مولوی سرفراز خاں صاحب اپنی اس کتاب راہ
سنت میں ۱۲۲ پر بحوالہ شاہ ولی اللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں جو شخص اجیر میں خواجہ
چشتی کی قبر پر یا سلاار مسعود غازی کی قبر پر یا ان کی مانند کسی اور قبر پر اس لئے گیا کہ
وہاں دعا کرے گا اور اس کی دعا وہاں مقبول ہوگی تو اس نے ایسا گناہ کیا جو گناہ قتل وزنا
سے بھی بدتر گناہ ہے مسلمانو! شکر کرو کہ پاکستان میں نجدیوں 'دیوبندیوں' وہابیوں
کی بادشاہت نہیں ورنہ بھارت میں تو ہندوؤں نے ہزار ہا مسلمانوں کو شہید کیا دیوبندی
پاکستان میں لاکھوں مسلمانوں کو قتل بلکہ رجم و سنگسار کر دیتے کیونکہ تمام دنیا کے مسلمان
زیارت قبور وہاں دعائیں مانگنے پر عاقل ہیں۔ اور یہ حرکت دیوبندیوں کے ہاں قتل
وزنا سے بدتر ہے تو یقیناً یہ سارے مسلمان اس سزا کے مستحق ہوئے جو زنا و قتل کی
سزا ہے بلکہ ابھی حال ہی میں ایک دیوبندی صاحب عبدالقادر نامی نے حضور و آتا حج
بخش قدس سرہ لاہوری کے مزار پر انوار کے متصل تمام گلی کوچوں میں قلمی اشتہار
لگائے کہ مردوں میں دعا قبول کرنے کی طاقت نہیں ان کے مزارات پر فیض مانگنا مشرک
و بدعت ہے پھر رات کے آخری حصہ میں تمام آستانہ اور زائرین کو زندہ جلا دینے کی
کوشش کی زائرین کے کپڑوں اور آستانہ کے درد دیواروں پر مٹی کا تیل چھڑک دیا تیلی
جلائی تھی کہ کسی کو حرکت کا پتہ لگ گیا۔ اور وہ پکڑا گیا۔ اگر ایک سیکنڈ کا موقع اسے
مل جاتا تو یہ بد نصیب تمام مسلمانوں کو زندہ جلا دیتا دیکھو اخبار کوستان وغیرہ مجریہ ۲۶
دسمبر ۱۹۶۱ء یہ ہے ان ظالم دیوبندیوں کی اسلام دشمنی اور مسلم کش تحریک ممکن ہے کہ
اس عبدالقادر نے ہمارے مولوی گھروڑی کے اس فتوے پر عمل کرنا چاہا ہو۔

عمل

یہ تھا دیوبندیوں کا تحریری مذہب اب انکا عملی مذہب بھی دیکھ لو۔ شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی اپنے پیشوا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی قبر کے متعلق مرثیہ گنگوہی میں فرماتے ہیں

تمہاری قبر انور کو میں دے کر طور سے تشبیہ

کہوں ہوں بار بار ارنی مری دیکھی بھی نادانی

مولانا احتشام الحق صاحب قائد اعظم کے مزار پر سنگ بنیاد رکھتے وقت بڑی عقیدت سے حاضر ہوئے اور تعمیر مزار کے کام کو کار خیر فرمایا۔

دیوبندیوں کی مشہور کتاب ارواحِ ثلاثہ صفحہ ۳۲۲ پر اپنے مذہب کے ایک بزرگ مولوی محمد یعقوب صاحب کی کرامت لکھی کہ ایک بار خانوہ میں جائزہ بخار کی بہت وبا پھیلی جو شخص مولانا کی قبر کی مٹی لے جا کر باندھ لیتا اسے شفا ہو جاتی اس کثرت سے لوگ مٹی لے گئے کہ جب بھی مٹی ڈالو ختم تب ان کے صاحبزادہ صاحب نے عرض کیا کہ آپ کی تو کرامت ہو گئی ہماری مصیبت آگئی اگر اب کوئی اچھا ہوا تو ہم مٹی نہ ڈالو نیچے ایسے ہی پڑے رہو لوگ جو نہ پہن کر تمہارے اوپر چلیں گے بس اس دن سے کسی کو آرام نہ ہوا۔ ارواحِ ثلاثہ صفحہ ۳۲۲ مسلمانو! یہ ہے دیوبندیوں کا عملی مذہب کہ اپنے بزرگوں کے قبر کی مٹی کو بھی دافع بلا شانی الامراض جانتے ہیں پھر سلع موتی اور مردوں سے عرض معروض کرنا سب ہی درست سمجھتے ہیں۔

کیا فرماتے ہیں مولوی سرفراز خاں صاحب

اور تمام علماء دیوبند اس مسئلہ میں کہ احتشام الحق صاحب محمد طیب صاحب مہتمم مدرسہ دیوبند مولف ارواحِ ثلاثہ اشرف علی صاحب عثمانی کتاب ہذا روئے شریعت دیوبند یہ شرک کافر بدعتی ہیں یا نہیں اور ان کے یہ اعمال قتل و زنا سے بدتر تھے یا نہیں۔

پنجتن پاک

عام مسلمان یہ شعر پڑھا بھی کرتے ہیں اور مکانات کی چوکنوں پر بھی کندہ کراتے ہیں

لی خمسة اطفی بہا حرا الوباء الحاطمہ

المصطفیٰ والمرنضی وابناہما والفاطمہ

اور عموماً مسلمان مسافر کو وداع کرتے وقت کہتے ہیں جانا اللہ رسول کی امان پانچ بیروں کا سایہ بعض لوگ مسافر کے بازو پر امام ضامن کے نام کا روپیہ باندھتے ہیں کہ امام حسین کی ٹہن میں جائے۔ خیریت سے آئے۔ والہو! پر اس روپیہ کی حضرت شہید کر بلا دافع کرب و بلا کی فاتحہ کرتے ہیں ان اعمال کو دیا بندہ شرک اکبر کہتے ہیں۔ ہمارے خاں صاحب گنگوہی بھی اس سے بہت ناراض ہیں انہوں نے اس شعر میں یوں ترمیم کی ہے۔

لی واحد اطفی بہا حرا الوباء الحاطمہ

یہ ہے دیوبندیوں کا مذہب کہ امام ضامن باندھنا شرک ہے کفر ہے ارتداد ہے۔ آئیے اب ہم آپ کو ان کا عمل دکھاتے ہیں۔

عمل

صدر مملکت پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں صاحب جب جن کینڈی صاحب کی دعوت پر امریکہ کے دورہ پر گئے تو کراچی سے روانگی کے وقت ان کے بازو پر دیوبندیوں کے پیشوا مولانا احتشام الحق نے امام ضامن باندھا چنانچہ یکشنبہ ۹ جولائی ۱۹۶۱ء کے جنگ راولپنڈی میں یہ خبر شائع ہوئی اور ۱۰ جولائی کے جنگ میں مولانا موصوف کا فوٹو شائع ہوا جس میں آپ صدر مملکت کے بازو پر امام ضامن باندھ رہے ہیں یہ عمل معمولی دیوبندی کا نہیں بلکہ ان کے امام و پیشوا مولانا احتشام الحق صاحب کا ہے۔

کیا فرماتے ہیں مولوی سرفراز خان صاحب

اور تمام علماء دیوبند اس مسئلہ میں کہ احتشام الحق صاحب از روئے شریعت

دیوبندیہ اس عمل کی وجہ سے مشرک کافر مرتد۔ بدعتی ہوئے یا نہیں مولوی کی ہمت کیجئے جو
فتوے آپ ہم لوگوں پر دیا کرتے ہیں حضرت مولانا پر بھی دینی شائع فرماویں۔

حاضر ناظر عرس وغیرہ

عام مسلمان عرس بزرگان نذر نیاز کیا کرتے ہیں اور حضور ﷺ کے متعلق عقیدہ رکھتے ہیں کہ سرکار ابد قرار پاؤں پروردگار تمام عالم کو اس طرح دیکھ رہے ہیں جیسے آئینہ دار آئینہ کو اور ارواح قدسیہ آنا "فانا" مشرق و مغرب کی سیر فرماتی ہیں اور متسلطین کی مدد کرتی ہیں اس کو مسئلہ حاضر ناظر کہتے ہیں حضرات علماء دیوبند خصوصاً گھمڑوی اس کو کفر و شرک بدعت وغیرہ فرماتے ہیں خاں صاحب گھمڑوی نے اس کی تردید میں کتب تحریر فرمائی ہیں۔ یہ ہے ان کا قلمی و قوی مذہب۔

عمل

اب دیوبندیوں کا عملی مذہب ملاحظہ فرماویں دیوبندیوں کے مابہ ناز عالم واعظ عنایت اللہ شاہ صاحب گجراتی نے والد صاحب کو تحریر دی جس میں انہوں نے عرس بزرگان نیاز فاتحہ کو جائز مانا اور مانا کہ حقیقت محمدیہ عالم کے ذرہ ذرہ میں جلوہ گر ہے یعنی مسئلہ حاضر ناظر درست ہے اشتہاری شغل میں جھگڑے کا خاتمہ کے عنوان سے چھپا گیا پھر چند روز ۱۵ برس کے بعد اس سے پھر گئے اور شائع کیا کہ مجھ سے غلطی ہو گئی تھی۔ میں ان مسائل سے رجوع کرنا ہوں۔ دیکھو ان کا اشتہار اعلان حق۔

دیوبندیوں کے شیخ اشیش رشید احمد صاحب اپنی کتاب امداد السلوک کے صفحہ ۱۰ پر تحریر فرماتے ہیں۔

نیز مرید یقین سے جانے کہ پیر کی روح	نہ مرید بہ یقین داند کہ روح شیخ متعبد
ایک وقت کسی جگہ میں قید نہیں تو	بہ یک زمان نیست پس ہر جا کہ مرید
مرید جس بھی ہو دور یا نزدیک اگرچہ پیر	باشد قریب یا بعید اگرچہ از شیخ دور
سے دور ہو مگر پیر کی روح دور نہیں	ت از روحانیت او دور نیست

کیا فرماتے ہیں مولوی سرفراز خاں صاحب

اور تمام علماء دیوبند کہ از روئے شریعت دیوبندیہ مولانا عنایت اللہ صاحب گجراتی اور مولانا رشید احمد صاحب گھمڑوی کافر مشرک بدعتی وغیرہ ہیں یا نہیں ان بزرگوں نے نبی کریم ﷺ کو بلکہ مولوی رشید احمد صاحب نے تو پیروں کو ہر جگہ حاضر و ناظر مانا۔

میلاد شریف

عام مسلمان ہمیشہ خصوصاً شادی غمی کے موقعہ پر اور بارہ ربیع الاول شریف دن میلاد شریف بہت اخلاص سے کرتے ہیں دنیا کے ہر خطہ میں خصوصاً حرمین طیبین میں اس مجلس شریف کا عام رواج ہے مگر دیوبندی اسے بھی حرام و کفر و شرک قرار دیتے ہیں اور سارے مسلمانوں کو اس کی وجہ سے مشرک و مرتد مانتے ہیں ان دیوبندی نجدیوں کا مشہور مقولہ ہے کہ کفر و شرک کی محفل ہے محفل میلاد ہمارے مولوی سرفراز صاحب بھی اس سے بہت ناراض ہیں چنانچہ انہوں نے اپنی کتاب راہ سنت میں اس کی حرمت پر بہت زور دیا ہے یہ ہے دیوبندیوں کا قلمی مذہب۔

عمل

اب ذرا ان کا عملی مذہب ملاحظہ ہو دیوبندی نجدیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی مدرسہ جامع العلوم کانپور میں عرصہ تک نوکر رہے وہاں عام مسلمان اہل سنت تھے میلاد شریف کا عام رواج تھا مولانا بھی میلاد شریف اور قیام کرتے رہے خواہ اچھا سمجھ کر یا تقیہ کے طور پر رب جانے اسے ہمارے گھمڑوی صاحب نے بھی تسلیم کیا ہے چنانچہ راہ سنت کے صفحہ ۱۵۸ پر فرماتے ہیں اور حضرت تھانوی اپنے زندگی کے ابتدائی دور میں اس کے (میلاد شریف) جواز کے قائل تھے پھر رجوع کر لیا تھا۔ اب گھمڑوی صاحب فرماتے ہیں کہ اتنے دن تک ہمارے حکیم الامت صاحب مشرک و کافر رہے یا نہیں اگر رہے تو پھر تجدید ایمان و تجدید نکاح کیا یا نہیں اگر نہیں کیا تو آپ نے ان کے خلاف فتویٰ کیوں نہ دیا بہت سوچ سمجھ کر فتویٰ دیں۔

شاہ ولی اللہ صاحب در ثمن فی مبشرات النبی الامیں میں اپنے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب سے نقل فرماتے ہیں۔

انجیرنی سیدی والدی فال کنت
اصنع فی ایام المولد طعاما
صلی اللہ علیہ وسلم فلم یفتح فی سنہ من
السنین شیشی اصنع بہ طعاما
فلم یجد الاحمبصا مشوئا
ففسمته بین الناس فرایتہ
صلی اللہ علیہ وسلم بین یدیدہ
ہذہ الحیص منہ ریاشاہ

اسی طرح شاہ ولی اللہ صاحب فیوض الحرمین میں فرماتے ہیں۔

وندکنت قبل ذلک مکنت
العظمہ فی مولد النبی صلی
اللہ علیہ وسلم فی یوم ولادته
والناس یصلون علی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم بذکرون
ارہاصاتہ النبی ظہرت فی
ولادته ومشاہدہ قبل بعثتہ
فرایت انوار ساطعتہ دفعہ
واحدۃ فوجدتہا من قبل
الملئکتہ الموکلین بامثال
مشاہد

المجالس

غور فرماد کہ مکہ معظمہ میں تاریخ ولادت میں مقام پیدائش شریف میں میلاد
شریف ہو رہا ہے اور نجدی دیوبندیوں کے مانے ہوئے پیشوا شاہ ولی اللہ صاحب اس
میں شریک ہوتے ہیں اور وہیں فرشتوں کے انوار دیکھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ بعض

فرشتے میلاد شریف جیسی مجلسوں میں شرکت کے لئے مقرر ہیں۔

کیا فرماتے ہیں مولوی سرفراز صاحب

اور تمام علماء دیوبند کہ شاہ ولی اللہ صاحب ان مجالس میلاد میں شرکت کی وجہ
سے مشرک بدعتی تھے یا نہیں اگر تھے تو آپسے ان کے خلاف اب تک فتوے کیوں نہ
دیئے انہیں اپنا پیشوا کیوں مانتے ہیں۔

ہماری پیش گوئی

ہم اللہ رسول کے بھروسے پر پیش گوئی کرتے ہیں کہ ان کے خلاف فتوے دیئے
کے لئے نہ سرفراز صاحب سے قلم اٹھے گا نہ کسی اور دیوبندی صاحب سے ان کے
پیشوا کتنے ہی شرک و بدعت کریں ان کے لئے ان بزرگوں کے قلم ٹوٹنے ہوئے ہیں
زبانیں خاموش ہیں شرک و کفر کی دو دھاری تلواریں صرف ہم اہلسنت کے لئے ہے اگر
یہ حضرات مبلغ اسلام کسے سچے توحید دانے ہیں تو ہمت کر کے ان پر قلم کیوں نہیں
اٹھاتے معلوم ہوا کہ ان کے فتوے اخلاص سے نہیں بلکہ عناد سے ہیں ہم دعوے سے
کہتے ہیں کہ مزعومہ شرک و بدعت ان کے تمام پیشوا کرتے ہیں علم غیب حاضر و ناظر
استمداد بالاولیاء وغیرہ سب کچھ مانتے ہیں مگر ان کے فتوے صرف ہم اہل سنت پر ہیں
ان پر نہ فتوے دیئے ہیں نہ دیں گے۔

لطیفہ

مولوی سرفراز صاحب اذان قبر سے بہت ناراض ہیں وہ اس کا مذاق اڑاتے
ہوئے راہ سنت ۲۱۹ پر فرماتے ہیں کہ اگر اذان سے شیطان کو بھگانا مقصود ہے جو اس
وقت میت کو بھکا کر امتحان قبر میں ناکام بنانے کی کوشش کر رہا ہے تو بریلوی بیروں
مولویوں کو چاہئے کہ اپنی زوجہ سے صحبت کرتے وقت بھی مریدوں سے اذان کھلوا یا
کریں تاکہ اس وقت شیطان صحبت میں دخل نہ دے اذان قبرمیت کی امداد ہے تو اذان
جماعت میں اس بھائی بہن اور اس کی ہونے والی اولاد کی امداد ہے کہ اذان کی برکت
سے وہ سب شیطان سے محفوظ رہیں گے۔ نیز چاہئے کہ باخانہ جاتے وقت بھی اذان

کھلایا کرو تاکہ اس کی برکت سے وہ شیطان بھاگ جائے جو پاخانے پر مسلط ہے پاخانہ یوں جایا کرو کہ تم پاخانہ کرتے ہو اور سدرے مریدین وہیں اذان دیتے ہوں اگر تم بیوی سے جماعت کرتے وقت اور پاخانہ جانے وقت اذان دینا گوارا نہیں کرتے تو اذان قبر اور ان دونوں اذانوں میں فرق بتاؤ۔

مسلمانو! دیکھا یہ ہے بخدی تہذیب ان بدگاموں کی زبان و قلم سے نہ خدا تعالیٰ پہچانہ رسول ﷺ نہ اسلامی احکام یہ اعتراض ہم پر نہیں بلکہ حضور ﷺ کی ذات گرامی اور حضرات فقہاء عظام پر ہے کیونکہ حدیث پائے میں وارد ہوا کہ اذان سے شیطان چھٹیس ۳۶ میل تک بھاگ جاتا ہے ختم ہونے پر آجاتا ہے تکبیر پھر بھاگتا ہے ختم ہونے پر آتا ہے اس لئے بچہ کی پیدائش پر اس کے کانوں میں اذان تکبیر کا حدیث شریف میں حکم ہے تاکہ بچہ شیطان سے محفوظ رہے مولوی سرفراز صاحب حضور ﷺ پر اعتراض کر رہے ہیں کہ جب جب بچہ پیدا ہونے پر اس کے کان میں اذان کسی جاتی ہے تاکہ شیطان سے محفوظ رہے تو بچہ رستے وقت یعنی ماں باپ کی جماعت کے وقت اذان کیوں نہیں دی جاتی تاکہ بچہ شیطان سے محفوظ رہے نیز فقہاء فرماتے ہیں کہ آگ لگنے راہ بھولنے غم و اندوہ طاری ہونے جنات کے غلبہ پر اذان دی جاوے۔ مولانا سرفراز صاحب فرماتے ہیں کہ اے امام ابو حنیفہ وغیرہم حضرات جو ان موقعوں پر اذان دینے کا حکم دیتے ہو تو عورت سے صحبت کرنے اور پاخانہ کرتے وقت اذان کا حکم کیوں نہیں دیتے مولوی صاحب اسلام اور بانی اسلام اور فقہاء عظام پر چوٹ کر رہے ہیں نہ کہ ہم پر۔ اچھا مولوی صاحب تم نبیوں ولیوں علماء فقہاء پر چوٹ لگانے کے لئے ہو اور یہ گندگار ان کے ہی دین کی جماعت کے لئے ہے شعر

پسند اپنی اپنی مقام اپنا اپنا

کئے جاوے خوار و کام اپنا اپنا

فرق ہم سے سنو جماعت اور پیشاب پاخانہ شرم و حیاء کے کام ہیں اس لئے تنائی میں پردہ کے ساتھ کئے جاتے ہیں کتوں گدھوں کی طرح کھلم کھلا علانیہ نہیں کئے جاتے ہمارے نبی ﷺ نے ہم اہل سنت کو ان جیسے موقع پر شیطان سے بچنے کے لئے اور اعلیٰ دعائیں تعلیم فرمائی ہیں۔ آہستہ پردہ لی جاتی ہیں مگر یہ اہل سنت کے لئے ہے

ہاں چونکہ نجدی دیوبندی ملت میں یہ کام علانیہ مریدوں کے سامنے بھی ہوتے ہیں انہیں چاہیے کہ ایسے موقعوں پر اعلان کے ساتھ یہ کام کیا کریں شاید ناظرین تعجب کریں کہ دیوبندیوں کے ہاں جماعت علانیہ کیسے ہوتی ہے تو ہم ان کی کتابوں سے دکھاتے ہیں کہ یہ لوگ کیسے مہذب ہیں۔ دیوبندیوں کی مشہور کتاب ارواح ثلاثہ مولفہ مولوی محمد طیب صاحب مہتمم مدرسہ دیوبند عشی مولوی اشرف علی صاحب تھانوی میں ۲۶۸ پر مولوی محمد قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند کے حالات و کمالات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں اور جلال الدین صاحبزادہ محمد یعقوب صاحب سے جو اس وقت بالکل بچے تھے۔ بڑی ہنسی کیا کرتے تھے۔ کبھی لڑائی اٹارتے کبھی کمر بند کھول دیتے تھے۔ غور فرماؤ کہ لڑکوں کے کمر بند کھولنا وہ بھی مجمع میں جسے سب دیکھیں اور اس کا چھاپ کر شائع کرنا مولوی محمد قاسم صاحب کے کمالات عالیہ سے ہے اب دیوبندیوں کو چاہئے کہ جماعت کے وقت اعلان کیا کریں آگے سے بچہ اجازت نہیں دیتی کچھ عرض کرنے کی۔ اگر ناظرین فرمادیں کہ یہ تو تبلیغ کے کمر بند کھولنے کا ذکر ہے اس میں کیا حرج ہے تو آئیے ہم ان کے ہاتھوں کا عمل دکھاتے ہیں دیکھو اور عبرت پکڑو ارواح ثلاثہ ۲۸۹ میں بیرو مرید کے فیض دینے لینے کی عجیب حکایت لکھی ہے ایک دفعہ گنگوہ کی خانقاہ میں مجمع تھا۔ حضرت گنگوہی اور حضرت نانوتوی کے مریدو شاگرد سب جمع تھے اور یہ دونوں حضرات بھی وہیں مجمع میں تشریف فرما تھے کہ حضرت گنگوہی نے حضرت نانوتوی سے محبت آمیز لہجہ میں فرمایا کہ یہاں ذرا لیٹ جاؤ۔ حضرت نانوتوی کچھ شرما سے گئے۔ مگر حضرت نے پھر فرمایا تو بہت ادب کے ساتھ چٹ لیٹ گئے۔ حضرت بھی اسی چار پائی پر لیٹ گئے اور مولانا کی طرف کروٹ لے کر اپنا داہنا ہاتھ ان کے سینہ پر رکھ دیا جیسے کوئی عاشق صادق اپنے قلب کو تسکین دیا کرتا ہے مولانا ہر چند فرماتے ہیں کہ میاں کیا کر رہے ہو یہ لوگ کیا کہیں گے حضرت نے فرمایا کہ لوگ کہیں گے کہنے دو افسی بلفظہ ہم تو سنا کرتے تھے کہ شعر

طیبہ سے منگائی جاتی ہے سینوں میں چسپائی جاتی ہے
توحید کی نئے پالوں سے نہیں آنکھوں سے پلائی جاتی ہے

صوفیا کرام نگاہوں سے فیض دیا کرتے ہیں۔ مگر ان بزرگوں کے ہاں پیچھے سے

خاص طرح فیض دیا جاتا ہے۔ وہ بھی سب کے سامنے تاکہ قیامت تک کے نجدی دیوبندی اپنے مریدوں شاگردوں کو فیض دینا سکھ لیں۔ اب ان بزرگوں کے ہاں فیض دینے اور لینے کے یہ طریقے اعلانیہ کئے جاتے ہیں تو جماعت کے وقت بھی آپ حضرات اعلان کیا کریں تو کوئی مضائقہ نہیں۔

دوسرا لطیفہ

مولوی گھڑوی صاحب نے راہ سنت کے ۲۲۸ پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی وصیت نامہ کا وہ حصہ نقل فرمایا جس میں اعلیٰ حضرت نے اپنی فاتحہ کے متعلق کچھ اعلیٰ وعدہ کھانوں کی فرست دی ہے کہ فلاں فلاں چیز پر بہ طیب خاطر ہماری فاتحہ کروی جایا کرے۔ اور اس پر خوب طرز کئے۔ دیگر دیوبندی حضرات بھی اس وصیت کا مذاق اڑاتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کو مرتے وقت بھی کھانے کی ہی فکر ہے۔ مگر ہم کو حیرت ہے کہ اس میں مذاق دل لگی یا طنز کی کیا بات ہے۔ یہ تو آیت کریمہ پر عمل ہے لن ننالو البرحتی تنفقو ممانحبون تم بھلائی نہیں پاسکتے۔ تاوقتیکہ اپنی پیاری چیز خیرات کرو۔ اعلیٰ حضرت کو اللہ کی نعمتیں مرغوب تھیں ان کی خیرات کرنے کی وصیت فرمائی کہ میرے بعد اعلیٰ درجہ کے کھانے ان فقراء و مساکین کو کھلانا جنہیں روٹی بھی میسر نہیں ہوتی۔ سبحان اللہ بوقت وفات بھی صدقہ و خیرات کی فکر ہے اور غریب پروری کی شان کا ظہور۔

شاید مولوی سرفراز صاحب دیکر دیوبند کو شکایت ہوگی کہ اس فرست طعام میں دیوبندیوں کی مرغوب غذا بجھنے ہوئے کوؤں کا ذکر نہیں اور ان بزرگوں کو کوئے پسند ہیں مسلمانو! خیال رکھنا کہ دیوبندیوں کے مذہب میں کوا کھانا صرف حلال ہی نہیں بلکہ ثواب ہے۔ چنانچہ فتاویٰ رشیدیہ جلد دوم صفحہ ۱۳۰ پر کتاب التفسیر والحدیث سے کچھ پہلے ایک سوال و جواب ہے جو ہم عینہ نقل کرتے ہیں۔

مسئلہ جس جگہ زناغ معروفہ کو اکثر حرام جانتے ہوں اور کھانے والے کو برا کہتے ہوں تو ایسی جگہ اس کو کھانے والے کو کچھ ثواب ہوگا یا نہ ثواب ہوگا نہ عذاب۔

الجواب ثواب ہوگا فقط رشید احمد

اب بھلا مولوی سرفراز کیوں ناراض نہ ہوں کہ اس فرست میں کوئے کا ذکر نہیں غلط سرفراز صاحب نے کبھی یہ کار ثواب کیا یا نہیں اگر نہ کیا ہو تو ہم یہ ادب سے عرض کریں گے کہ کوا ضرور کھلایا کریں۔ مفت کا شکار مفت کا ثواب ہے کھلاؤ بھی اور ثواب بھی کھاؤ اور پاکستان سے کوئے بھی کم ہوئے۔ شعر

خبیث بہر خبیثہ خبیثہ بہر خبیث

کلاغ لبکے چلے یا الاغ لبکے چلے

یا اس وصیت سے اس لئے ناراضگی ہے کہ دیوبندیوں کے پیشوا مولوی اشرف علی صاحب نے مرتے وقت وصیت فرمائی تھی۔ جس میں اپنے مریدیں خاص سے اپیل کی تھی ہ تم لوگ ۲۰ آدمی مقرر ہو جاؤ اور فی کس ایک روپیہ ماہوار اپنے ذمہ کرلو جو میرے مرے بعد میری بیوی کو دیتے رہو چنانچہ دیوبندیوں کی کتاب تنبیہات وصیت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے صفحہ ۲۱ سطر ایک میں ہے میرے بعد بھی تعلق کا لحاظ غالب ہو وصیت کرتا ہوں کہ بیس آدمی مل کر اگر ایک ایک روپیہ ماہوار ان (میری بیوی) کے لئے اپنے ذمہ رکھ لیں (از رسالہ دیوبندی مذہب صفحہ ۲۰۸ ماشاء اللہ مرتے مرتے بھی مانگنا نہیں چھوڑتے بلکہ اشرف علی صاحب اپنی کتاب افاضات یومیہ جلد اول صفحہ ۲۹۶ سطر ۲۱ میں فرماتے ہیں میری ساری عمر مفت خوری میں گئی پہلے تو باپ کی کمالی کھائی بس بیچ میں بہت تھوڑے دنوں تحفہ سے گزارا ہوا پھر اس کے بعد سے وہ ہی سلسلہ مفت خوری کا جاری ہے یعنی مدت سے نذرانوں پر گذر (از دیوبندی مذہب صفحہ ۲۰۳)

تاخرین فرق دیکھ لیں کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ جدی نہیں تھے۔ عمر بھر لوگوں کو کھلایا مرتے وقت بھی کھلانے کی وصیت کی مولانا اشرف علی صاحب کا معاملہ بالکل برعکس ہے عمر بھر دوسروں کے نذرانوں سے گذر کی مرتے وقت مانگتے ہی گئے اب دیوبندیوں کو اعلیٰ حضرت کی وصیت بری کیوں نہ معلوم ہو یہ مانگتے کھانے کے علوی اعلیٰ حضرت دینے کھلانے کے علوی مولانا سرفراز صاحب داؤدی وطنی ہمیں یاد آئی یا تمہیں۔

نہ تم بیداریوں کرتے نہ ہم فریادیوں کرتے

مولانا! ہوش کرو اگر تم نے ایسی پھکڑ بازی سے کام لیا تو بندہ نواز تمہارے

بزرگوں کی وہ پولیس کھلیں گی جو تمہیں پڑھائی یاد کرا دیں گی۔ ان کے عشق و محبت کی داستانیں جو تمہاری کتب میں لکھی ہوئی ہیں سب منظر عام پر آجائیں گی۔ اس لئے ہمت یہ ہی ہے کہ اپنے منہ کو لگام دو اور تہذیب کے دائرہ میں رہو۔

پردہ رہنے دو کہ اس پردہ میں رسولی ہے

قبروں کے چڑھاوے

دیوبندیوں کے نزدیک بزرگوں کے مزارات کے چڑھاوے حرام ہیں۔ ماہل بہ لغیر اللہ میں داخل ہو کر غیر خدا کے نام کی چیز ان بزرگوں کے ہاں حرام ہیں۔ اسی قاعدے سے یہ لوگ گیارہویں بارہویں وغیرہ کی شیرینی کو حرام کہتے ہیں۔

عمل

اب ان بزرگوں کے عمل ملاحظہ کریں محکمہ اوقاف نے آمدنی والی مساجد و مزارات پر قبضہ کیا اور ان کی آمدنی کے متعلق مشہور ہوا کہ مدارس دینیہ پر خرچ ہوگی بس پھر کیا تھا خفیہ کوششیں شروع ہو گئیں کہ ہمارے مدارس کو اس آمدنی سے حصہ ملے۔ ہندوستان میں بھی یہ ہی کوشش رہی اور پاکستان میں بھی مسلمان تجربہ کر لیں اگر آج یہ وظیفے ملنے لگیں تو حضرات دیوبندیہ آگے بڑھ کر ہاتھ ماریں گے اور وظیفہ لیں گے۔ صرف جاری ہونے کی دیر ہے فرمائیے اگر یہ چڑھاوے حرام ہیں تو ان کا مدارس دیوبندیہ میں خرچ کرنا کیسا۔

دیوبندیت اور سائنس

موجودہ زمانہ میں سائنسی ایجادات دیوبندیوں کے لئے قہرانی ہیں ایجادات نے دیوبندیوں کے شرک و کفر کو زندہ درگور کر دیا۔ اب تو یہ حضرات اپنی حیاداری سے ہی اپنے مذہب پر ڈٹے ہوئے ہیں آج تک دیوبندی کہتے تھے کہ خدا کے سوا کسی کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ دور سے سن لیتا دیکھ لیتا ہے صریحی شرک و کفر ہے ایسے اعتقاد رکھنے والے مشرک ہیں اب دور بین ٹیلی فون ریڈیو وغیرہ نے دکھا دیا کہ ناری طاقت یعنی بجلی کے ذریعہ ہر جگہ کی آواز سنی بھی جاسکتی ہے اور دور کی چیزیں دیکھی بھی

جاسکتی ہیں بولو دیوبندیو کیا نور نبوت کی طاقت سائنسی طاقت سے کم ہے۔ آپ لوگوں نے سنا ہوگا کہ روس نے راکٹ چھوڑا۔ جس میں لائیو کتیا بٹھائی۔ یہ لائیو کتیا زمین سے تیس ۳۰ ہزار میل بلندی پر اڑ رہی ہے اور ایک دوسری زمین پر بیٹھے ہوئے خبر دے رہا ہے کہ اب لائیو کتیا کھا رہی ہے۔ اب سو رہی ہے اب بھونک رہی ہے اب اس کے خون کا دباؤ اتنا ہے اس کے دل کی حرکت کی یہ حالت ہے ایک دوسری آدمی ناری آلہ کے ذریعہ تیس ۳۰ ہزار میل کے فاصلہ سے ایک جانور کی نبض معلوم کر رہا ہے تو رسولوں کے شاہنشاہ حضور محمد ﷺ اگر مدینہ پاک سے ہم سب کے ایمان کی نبض پر ہاتھ رکھے ہمارے ہر حال سے خبردار ہوں تو اس سے تم کو بخار کیوں آتا ہے کیا روس پر ایمان ہے رسول پر ایمان نہیں بولو کہاں گئی دیوبندیت۔ آج تک دیوبندی کہا کرتے تھے کہ کسی کو ہر جگہ حاضر و ناظر ماننا صریحی شرک ہے حتیٰ کہ میں نے ایک دیوبندی سے کہا آصف بن برخیا آن واحد یعنی پلک جھپکنے سے پہلے تخت بلقیس یمن سے شام میں لے آئے جیسا کہ قرآن کریم فرما رہا ہے۔ انا اتیک بہ قبل ان یرتد البیک طرفک میں وہ تخت آپ کے پلک جھپکنے سے پہلے لاؤنگا۔ دیکھو اس میں علم غیب حاضر و ناظر دلی کی تیز رفتاری دلی کی طاقت و قدرت سب ہی بیان ہو گئیں تو وہ دیوبندی نہایت دلیری سے کہنے لگا کہ یہ کلام حضرت جبرائیل نے کہے تھے نہ کہ آصف برخیا انسان نے اور قرآن کریم جبرائیل کی گفتگو کا ذکر کر رہا ہے یہ سن کر مجھے تو حیرت ہو گئی ان کی اس دلیری و ہمت پر مجھے سخت افسوس ہوا کہ دیوبندی اپنے مذہب کی خاطر قرآن مجید کی تحریف بھی گوارا کر لیتے ہیں اگر رب تعالیٰ اس کی حفاظت نہ فرماتا تو یہ حضرات کبھی کا اسے بدل چکے ہوتے۔ مگر یہی زمانہ سائنسی ایجاد ٹیلی وژن نے یہ مسئلہ بھی حل کر دیا ہم کہا کرتے تھے کہ یہ بیک وقت حضور ﷺ ہر مدفون مردے کی قبر میں جلوہ گر ہوتے ہیں جن کے متعلق فرشتے پوچھتے ہیں کہ تو انہیں کیا کہتا تھا۔ انہیں رسول نبی مرسل کہا تھا یا اپنے جیسا بشر بڑا بھائی وغیرہ۔ تو دیوبندی اس کی لالچنی تلو لیں کیا کرتے تھے کہ ذہنی اشارہ ہے یا حضور کا فوٹو دکھایا جاتا ہے ایک شخص کو بہ یک وقت چند جگہ موجود ماننا شرک اکبر ہے مگر اب سائنس نے ٹیلی وژن کے ذریعہ ایک شخص کو بہ یک وقت ہزار ہا جگہ حاضر و ناظر کر دیا بولو دیوبندیو کہاں گیا تمہارا شرک۔ اس آفت ناگہانی

سے ان کے ہوش و حواس بگڑ گئے تو باوجود اسباب کی دم لگائی کہ باوجود اسباب یہ طاقت غیر اللہ میں ملنا شرک ہے اور سائنسی آلات چونکہ اس کے اسباب ہیں لہذا مایا ہو سکتا ہے ہم نے کہا کہ نبوت اور نور رسالت بھی ان تمام کمالات کا سبب ہی ہیں تب ان بزرگوں کا حاضر ناظر ہونا اسباب کے ماتحت ہی ہوا تب گلے بظلمیں جھانکنے فرض کہ اس سائنسی ایجادات کے زمانے میں دیوبندیوں کا دیوبندیت پر ڈٹا رہنا ذرا زانی ہی ہے۔

علم غیب اور دیوبندی عقیدہ

مسئلہ علم غیب کے متعلق دیوبندیوں کا مشہور عقیدہ ہے کہ رب تعالیٰ نے کسی نبی ولی کو علم غیب نہیں بخشا یہ خاص صفت الہی ہے کسی کیلئے علم غیب عطائی بھی ملنا شرک ہے خصوصاً "علوم خسر" کہ مل کے بیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی اور کل کیا ہوگا۔ یہ تو کسی نبی کو معلوم ہو سکتے ہی نہیں یہ حضرات ہم اہل سنت کو مسئلہ علم غیب کی وجہ سے مشرک و کافر کہتے ہیں۔

عمل

اب ان کا اپنا عمل ملاحظہ کرو۔ یہ لوگ اپنے بیٹوں بیٹیوں کو بڑے دھڑلے سے عالم غیب مانتے ہیں چنانچہ ان کی کتاب ارواحِ شہد میں صفحہ ۳۸ پر مولانا شاہ عبدالقادر کے متعلق لکھا ہے۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ اگر عید کا چاند تیس ۳۰ کا ہونے والا ہوتا تو عبدالقادر صاحب اول روز تراویح میں ایک سیپارہ پڑھتے اور اگر انیس کا چاند ہونے والا ہوتا تو اول روز دو سیپارے پڑھتے تھے۔ "مسلمانو! غور فرماؤ کہ یہ ی دیوبندی جو حضور ﷺ کو علم غیب عطائی مانتے والوں کو کافر و مشرک کہتے ہیں اپنے مولوی عبدالقادر صاحب کے متعلق ایسا ذیل علم غیب مانتے ہیں کہ انیس پہلی رمضان کو ہی پتہ چل جاتا تھا کہ یہ چاند انیس ۲۹ کا یا ۳۰ ہوگا اور ملاحظہ فرمائیے۔ اسی کتاب ارواحِ شہد کے صفحہ ۲۰۲ میں اپنے بزرگ راؤ عبدالحق خاں صاحب خلیفہ شاہ عبد الرحیم کے متعلق ہے۔ "حالت کشف کی یہ تھی کہ کوئی لڑکا لڑکی کے لئے تعویذ لینے آتا ہے بکلف فرمادیتے جاتیرے لڑکا ہوگا یا لڑکی لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت یہ کیسے آپ بتاتے ہیں فرمایا کہ کیا کہوں بے حجابانہ مولود کی صورت سامنے آجاتی ہے"

غور فرماؤ یہ ہے علم ملکی الارحام کہ دیوبندیوں کے پیشوا کو بچہ پیٹ میں رہنے سے پہلے پتہ لگ جاتا تھا کہ اس کے ہاں کیا ہوگا۔ لیکن اگر ہم اہلسنت اپنے پیارے نبی ﷺ کے لئے یہ علم مانیں تو مشرک ہیں گردن زدنی ہیں۔ مگر ان کی توحید ایسی مضبوط ہے کہ یہ اپنے بزرگوں کے لئے کچھ بھی عقیدہ رکھیں نہ توحید جائے نہ ایمان میں کچھ فرق آئے۔

بیڑا پار لگانا

دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ کسی بزرگ کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ دور سے لوگوں کے ڈوبتے بیڑے تراویح ہیں۔ بالکل شرک ہے اعلیٰ حضرت کا نعتیہ شعر ہے۔
لہیٰ نہیں جھاتے یہ ہیں

ڈوبی تاؤ تراتے یہ ہیں

اس پر شرک کے فتوے لگاتے ہیں جو مسلمان کتاب ہے کہ حضرت غوث پاکؒ نے ڈوبی کشتی تراویح اس کو مشرک و کافر کہتے ہیں۔

اپنا عمل

مگر ان کا اپنا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے اپنے بزرگ مکہ شریف میں بیٹھے ہوئے سمندر میں ڈوبتے ہوئے جہاز کو بچا دیتے ہیں چنانچہ ارواحِ شہد کے صفحہ ۱۷۲ پر حاجی امداد اللہ صاحب کے حالات میں ایک عجیب واقعہ لکھا ہے کہ بھلوا دودھ کے رسبے والے ایک رئیس جج کو چلے راستہ میں جہاز طغیانی میں اٹھیا۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک صاحب لنگی پہنے ہوئے آئے اور فرمایا کہ جہاز ڈوبے گا میں بے فکر ہو اور میرا نام امداد اللہ ہے کچھ آگے مولف کتاب فرماتے ہیں کہ جہاز کو طغیانی سے نکالنے کے لئے لنگی ہی مناسب تھی اس لئے آپ نے لنگی پہنے دیکھا غور فرماؤ کہ ان کے جج حاجی امداد اللہ صاحب ڈوبتے جہاز کو لنگی باندھ کر بچائیں۔ مگر حضور غوث پاکؒ کے متعلق اگر ایسی حکایت بیان کی جاوے تو شرک ہو جاوے فرض کہ دیوبندیوں کے مذہب جن جن قسم کے ہیں اسی مذہب اور ہے ذہنی اور عملی مذہب کچھ اور شعر

دہرا ممکن بیٹا ہے رہنے کو یا رہنے
جب میں گیا ادھر وہ ادھر سے نکل گیا

اگر ہم کو طوالت کا خطرہ نہ ہوتا تو ہم دکھاتے کہ دیوبندی حضرات اپنے بزرگوں کے متعلق تمام وہ عقیدے رکھتے ہیں جن کی بنا پر اہل سنت کو مشرک کہتے ہیں اس کتاب ارواحِ حیۃ کے صفحہ ۲۳۲ میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ مولانا قاسم نانوتوی بعد وفات زندہ لوگوں سے بیداری میں ملاقاتیں کرتے ہدایتیں دیتے تھے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ہم اہل سنت ان بزرگوں کے لئے یہ کلمات مانتے ہیں جنہیں تمام دنیا اسلام مانتی ہے اور یہ حضرات اپنے گھریلو بیروں کے لئے۔

دیوبندیت سے فائدے

قانون قدرت ہے رب تعالیٰ جسے فردغ دینا چاہتا ہے اس کے مخالف پیدا فرما دیتا ہے وہ مخالف اشاعت ذکر کا ذریعہ بن جاتا ہے آدم علیہ السلام کا مقتل الجیس موسیٰ علیہ السلام کے مقتل فرعون حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقابل نمرد کو پیدا فرمایا ہمارے حضور ﷺ کے مقابل ابو جہل پیدا ہوا۔ ان مخالفوں کے ذریعے نبی کی قوت و طاقت کا پتہ لگتا ہے اکھاڑے میں سب تک مد مقابل نہ ہو پہلو ان کی طاقت و قوت کا پتہ نہیں لگتا۔ آج کسی قوم میں اپنے پیشواؤں کے مقابل پیدا نہ ہوئے۔ سارے ہندو کرشن و رام چندر کے نام پر قربان سارے عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کی شان بیان کریں سارے یہودی موسیٰ علیہ السلام پر صدقے ہیں ان میں کوئی اپنے نبی کی نہ تنقید کرے نہ توہین نہ ان کے ذکر کو روکے مگر مسلمانوں میں دیوبندی وہ ہیں جو کلمہ گو ہونے کے باوجود ہمیشہ نبی ﷺ کی شان گھٹانے میں کوشاں ہیں ہزار بہانوں سے حضور کا ذکر روکنے کے درپے ہیں۔ شعر

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے

پھر کے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

حتیٰ کہ مولوی اسماعیل دہلوی نے تقویت الایمان میں یہاں تک حکم دیا کہ حضور ﷺ کی نعت نہ کہو صرف کہہ دیا کرو کہ وہ اللہ کے بندے اور رسول ہیں

و تمام کا فائدہ یہ ہوا کہ حضور ﷺ کا ذکر آپ کا نام اور بلند ہو گیا ہمارے گجرات میں میلاد شریف گیارہویں شریف ختم غویہ ختم خواجگان کہیں خل خل ہوتے تھے جب سے دیوبندیوں کی طرف سے مخالفت زیادہ ہوئی دیکھ لو آج تقریباً "گھر گھر گیارہویں بارہویں ختم غویہ و ختم خواجگان کی مجلسیں دھوم دھام سے ہو رہی ہیں کہ پڑھنے والے بمشکل ملے ہیں یہ ان روکنے والے دیوبندیوں کی برکت ہے دیوبندیو! خوب روکے جاؤ محبوب کے چہرے خوب ہیں اور دہیں گے شعر

رہے گا یوں ہی ان کا چہرہ رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جائے والے

دیوبندیوں کی بے اصولی

اگر آپ حضرات غور فرمائیں تو دیوبندیت کوئی مذہب نہیں بلکہ ایک قوم ہے جس کا نہ کوئی اصول نہ عقیدہ دین حق کی پہچان یہ ہے کہ ربانی قاعدے و اصول ٹھوس اور نہ ٹوٹنے والے ہوتے ہیں رب فرماتا ہے لا تبدیل لکلمات اللہ اور فرماتا ہے ولا نجد لسنن اللہ تبدیلا اور دین باطل کی پہچان یہ ہے کہ اس کے اصول مقرر نہیں کہیں کچھ اور کہیں کچھ اگر دیوبندیت کی چھان بین کی جاوے تو ان کے تمام قواعد کا یہ ہی حال ہے۔ تقویت الایمان کی دیوبندیت دیکھو تو وہ کچھ اور ہی ہے بعد والے دیوبندیوں کی دیوبندیت دیکھو تو وہ کچھ اور ہے ان میں زمین و آسمان کا فرق ہے بلکہ تقویت الایمان اور صراط مستقیم کی دیوبندیت میں بہت فرق ہے اس بے اصولی کے کچھ نمونے ملاحظہ ہوں۔ دیوبندیوں کے پہلے تو فرمایا کہ خدا کے سوا کسی سے مدد مانگنا شرک ہے رب فرماتا ہے ایاک نعبد و ایاک نستعین جیسے ماسوی اللہ کی عبادت شرک ہے ایسے ہی استدراغ غیر شرک ہے جب سوال ہوئے کہ جناب ماسوی اللہ سے مدد تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ذواتِ من بلکہ خود ہمارے حضور ﷺ نے مانگی ہے اور قرآن کریم نے اس کا حکم دیا ہے۔ اور حضرات دیوبند حاکموں۔ حکیموں امیروں سے دن رات مدد مانگتے رہتے ہیں جتنے چندے جائز و ناجائز دیوبندی کرتے ہیں اتنے دوسری قومیں نہیں کرتیں چندہ بھی استدراغ ہی ہے تو آنکھیں کھلیں بولے کہ نہیں نہیں مردوں

سے مدد مانگنا شرک ہے مردوں سے جائز ہے عرض کیا گیا ہے کہ قبلہ آپ کی پیش کردہ آیت میں تو مردہ زندہ کا فرق نہیں نیز آپ کے پیشوا مولوی قاسم صاحب فرماتے ہیں

مدد کراے کرم احمدی کہ تیرے سوا

نہیں ہے قاسم نکس کا کوئی حامی کار

یہ تو تمہارے خیال میں مردوں سے استدرا ہے تو بولے یہ ایک شاعرانہ خیال ہے یہ جائز ہے عرض کیا گیا کہ شرک بہر حال شرک ہے نثر میں ہو یا نظم میں فرمانے لگے نہیں نہیں یہ اور بات ہے یہ ہیں اسکے اصول۔

دوسری مثال

ذیہندی ملت میں غیر خدا کو پکارنا شرک ہے آیت یہ پیش کرتے ہیں۔

(۱) ومن اضل ممن يدعون دُونَ اللَّهِ اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو ماسوی اللہ کو پکارے

(۲) هو الحي لا اله الا هو فادعوا لله عی ہے زندہ اس کے سوائے کوئی معبود نہیں۔

جب عرض کیا گیا کہ جناب ہم دن رات ایک دوسرے کو پکارتے ہیں قرآن کریم نے رب کے بندوں کو پکارا ہے تو بولے نہیں نہیں بلکہ دور سے پکارنا یہ سمجھ کر وہ سن رہا ہے شرک ہے۔ عرض کیا گیا کہ ٹیلی فون وغیرہ پر بیٹھ کر دور سے پکارتے ہیں اور یہ سمجھ کر پکارتے ہیں کہ وہ سن رہا ہے بولے نہیں نہیں بلکہ مردوں کو پکارنا شرک ہے۔ عرض کیا گیا کہ جناب قبرستان میں جا کر کہتے ہیں السلام علیکم قوم من المسلمین اے مسلم قوم تم پر سلام ہو یہ حدیث پاک میں سکھایا گیا بولے نہیں نہیں بلکہ مردوں کو دور سے پکارنا شرک ہے جیسے غوث پاک کی قبر شریف تو ہندو میں ہے اور تم پاکستان سے پکارتے ہو یا غوث عرض کیا گیا کہ جناب اہمیت میں ہر نمازی کتا ہے اسلام علیک ایہا النبی اے نبی آپ پر سلام اور تمہارے پیرو مرشد حامی ادا اللہ نے فرمایا۔

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں

تم اب چاہے ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ

دیکھو حضور ﷺ کا مزار مبارک مدینہ پاک میں ہے اور تم یہاں سے پکار رہے ہو تب لگے بگلیں جھانکنے غرض یہ کہ ان کا نہ کوئی اصول نہ قاعدہ

تیسری مثال

ذیہندیوں نے لوگوں کو سکھایا کہ جو کام حضور ﷺ کے زمانہ پاک میں نہ ہو وہ بدعت ہے اور ہر بدعت حرام ہے عرض کیا گیا کہ جمع قرآن حضور کے زمانہ میں نہ ہوا تھا کیا یہ بھی بدعت ہے بولے نہیں نہیں جو زمانہ صحابہ کے بعد پیدا ہوا وہ بدعت ہے عرض کیا گیا کہ اعراب قرآن حجاج ابن یوسف نے لگوائے وہ صحابی نہیں کیا یہ حرام ہے بولے نہیں نہیں بلکہ جو تین زمانوں کے بعد پیدا ہو وہ بدعت ہے صحابہ تابعین تبع تابعین عرض کیا گیا کہ جناب قرآن مجید کے تیس ۳۰ پارے بنانا اور قادری نقشبندی چشتی وغیرہ بنانا اور صوفیاء کرام کے اشغال جیسے جس دم پاس انفاس علم صرف ونحو وغیرہ۔ یہ تو ان تینوں زمانوں کے بعد ہوئے تو کیا یہ حرام ہیں اب ہوش اڑ گئے اس کا جو جواب دیا سننے کے قابل ہے۔ چنانچہ ارواح مثلاً ۱۵۱ میاں جی عظیم اللہ صاحب کی حکایت کے ضمن میں اس کا جواب یوں دیا یہ اشغال رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں نہ تھے اس لئے بدعت تھے۔ مگر بدعت فی الدین نہ تھے بلکہ بدعت الدنیا تھے یعنی ان امور کو دین میں داخل نہیں کیا گیا تھا بلکہ جو امور شرعاً مسموم بھی تھے ان کو ان کی تحصیل کا ذریعہ بنایا گیا۔

دیکھی آپ نے سمجھ لی کہ میں فی الدین کہیں نہیں لکھتا یہ ہے بے اصولی مولوی سرفراز تو ہر بدعت کو حرام فرماتے ہیں مگر مولوی رشید احمد صاحب بعض بدعت کو کار ثواب بتاتے ہیں۔ چنانچہ فتاویٰ رشید یہ جلد اول صفحہ ۸۸ میں عرس برسی کے متعلق فرماتے ہیں کھانا تدخیمین پر کھانا کہ پس و پیش نہ ہو بدعت ہے اگرچہ ثواب پہنچے گا۔ اور صفحہ ۸۹ پر فرماتے ہیں قرون مثلاً میں بخاری تالیف نہ ہوئی تھی۔ مگر اس کا ذکر درست ہے کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اور فتاویٰ رشید یہ جلد دوم صفحہ ۱۲۱

پر ہے کہ گیارہویں کی شیرینی صدقہ ہوتی ہے مساکین کو اس کا کھانا درست ہے اور جو شیرینی کہ قبضہ اس کا خود رکھتے ہیں اس میں وہ صدقہ نہیں ہوتا وہ سب درست ہے۔ اسی طرح جواب طعام پنجشنبہ و محرم کا ہے۔ غور فرمادہ ہو گئی ہے اصولی کی ہر جگہ لکھتے ہیں کہ گیارہویں محرم وغیرہ کی شیرینی حرام ہے اور یہی کہتے ہیں درست و حلال ہے غرض یہ کہ دیوبندیت ایک بے اصولا مذہب ہے۔

لطیفہ

جب حرمین شریفین میں نجدیوں نے حضرات صحابہ کرام کے مزارات گرائے تو ہندوستان کے دیوبندیوں نے انہیں مبارکباد کے تار دیئے اور اسے مجاہد اعظم کہا اور جب پاکستان میں قائد اعظم کے مزار کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا تو مولوی احتشام الحق صاحب نے اس کو مبارک کام فرمایا یعنی قبریں ڈھانا بھی مبارک ہے اور قبریں بنانا بھی مبارک یا مطلب یہ ہے کہ ایک ہی کام عرب میں حرام ہے پاکستان میں حلال واہ ری دیوبندیت حیری بے اصولیت کا کیا کھانا۔ یہ ہی حال دیوبندی حضرات کے فتوؤں کا ہے کہ ان کا ایک ہی مفتی ایک چیز کو ایک جگہ حلال کہتا ہے دوسری جگہ اسی چیز کو حرام۔ ابھی آپ معلوم کر چکے کہ فتویٰ رشیدیہ میں گیارہویں کی شیرینی کو حلال کہا اسی فتویٰ رشیدیہ جلد دوم ۳۳ میں ہے مسئلہ ہندو و تنواری ہولی یا دیوالی میں اپنے استاد یا حاکم یا نوکر کو کھیلین یا پوری یا اور کچھ کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد حاکم نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں" الجواب درست ہے فقط

اسی فتویٰ رشیدیہ جلد سوم صفحہ ۳۳ پر ہے کہ محرم میں ذکر شلوات حسنین کرنا اگرچہ بروایات صحیح ہو یا سبیل لگانا شریعت پلانا یا چندہ سبیل یا شریعت میں دینا دودھ پلانا سب نادرست اور شبیہ رخصت کی وجہ سے حرام ہیں۔

فرمایئے گیارہویں شریف کی شیرینی اور محرم کے شریعت میں فرق کیا ہے کہ ایک حلال ہے اور دوسری حرام غرض یہ کہ دیوبندیوں کے اقوال اعمل فتاویٰ ملاحظہ فرمادے اور یہ آیت کیسے پڑھو۔

مثل کلمۃ خبیثۃ کشجرۃ خبیث کلمہ کی مثل اس خبیث درخت کی خبیثۃ اجنت من فوق الارض سی ہے جو زمین پر سے اٹھیز پھینکا جلوسے جس کے لئے قرار نہیں۔

یہاں تک تو ہم نے دیوبندی عقائد دیوبندی اعمل دیوبندی اقوال کی بے اصولی بتائی کہ ان بزرگوں کا نہ کوئی مستقل مذہب ہے نہ مستقل عمل ایک ہی عقیدے کو کہیں شرک کہتے ہیں کہیں درست ایک ہی چیز کو کہیں حلال کہتے ہیں کہیں حرام اب اصل کتب راہ سنت کی طرف توجہ فرمادے۔

کتاب راہ سنت کی سیر

ہم نے کتاب راہ سنت کا بغور مطالعہ کیا اور ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ اس کتاب پر کوئی نئی تحقیق نہیں دی پرانی باتیں دہرائی گئی ہیں جن کا اہل سنت بار بار جواب دے چکے ہیں اور راہ سنت کا کوئی سوال ایسا نہیں جس کا جواب کتاب جاء الحق میں نہ دیدیا گیا ہو بلکہ جاء الحق میں ہر مسئلہ کے دوسرے باب اعتراض و جواب کے اعتراضات کو ہی اکثر جگہ نقل کیا گیا ہے ہاں اس کتاب میں چند باتیں نئی ہیں۔ ایک یہ کہ بہت جگہ اپنے دلائل میں دیوبندیوں کی ہی کتب کا حوالہ دیا گیا ہے جیسے کتاب الاعتصام وغیرہ۔ بعض ایسی کتابیں کتب کے حوالے جن کے متعلق پتہ نہیں چتا کہ یہ کن کی ہیں اور ان کے مصنف کس عقیدے کے تھے بعض جگہ نقلی عبارات میں ایسی خیانت سے کام لیا ہے کہ خدا کی پناہ ایک مضمون کی عبارت نقل فرمائی اور اس جگہ اس کی تردید موجود ہے۔ اس کا ذکر نہ کیا لا تقربوا الصلوٰۃ لکھا وانتم مسکراہے، چھوڑ دیا خود مولوی گھمروٹی صاحب کا ضمیر اس حرکت پر انہیں ملامت کرتا ہو گا مگر ائمہ شعبہ من الایمان شرم دیا تو ایمان کا شعبہ ہے جہاں ایمان نہیں وہاں شرم و حیا کس راستہ سے آوے ہم کتاب راہ سنت کی کچھ اصولی باتوں پر محققانہ تنقید کرتے ہیں فردی مسائل کا جواب و تحقیق جاء الحق میں کافی موجود ہے۔

اصل اشیاء میں اباحت ہے

چیزیں جن قسم کی ہیں ایک وہ جن کا حلال ہونا کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ ﷺ میں مذکور ہے وہ حلال ہیں جیسے جائز تجارتات و معاملات کی علت و مفعول شریف کی باتوں میں اپنی پیروی سے سہاشرت رب فرماتا ہے وَاَحْلَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ اللَّهُ تَعَالٰی نے تجارت کو حلال قرار دیا۔ دوسری وہ جن کا حرام ہونا کتاب و سنت میں صراحتہ موجود ہے جیسے شراب سوہ سوہ کہ ان کی حرمت کتاب و سنت میں صراحتہ موجود ہے۔ یہ یعنی حرام ہیں۔ تیسری وہ جن سے کتاب و سنت میں خاموشی ہے نہ ان کا حلال ہونا مذکور ہے نہ حرام ہونا جیسے آج کل کے دینی مدارس اور تاقیامت دینی و دنیاوی ایجوکات ان کے متعلق جمود علماء کا مذہب یہ ہے کہ وہ حلال ہیں اگر وہ حرام ہوں تو انسانی زندگی دشوار ہو جائے کیونکہ ایجوکات تاقیامت ہوتی رہیں گی جو ضروریات زندگی میں شامل ہوگی اگر وہ سب حرام ٹھہریں تو مسلمان زندگی کیونکر گزاریں۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہر چیز شرعی ممانعت سے حرام ہوگی اگر شرعی ممانعت نہ وارد ہو تو حلال و جائز ہوگی۔ مگر مولوی سرفراز صاحب اس پر بحث اچھ پیچ کرتے ہیں کہیں فرماتے ہیں کہ اصل اشیاء میں حرمت ہے کہ ایسی تمام چیزیں حرام ہیں کہیں فرماتے ہیں کہ اس میں خاموشی چاہئے نہ انہیں حلال کہو نہ حرام بناء الحق میں اس مسئلہ پر کافی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اب مولانا کی تسلی کے لئے کچھ عرض کیا جاتا ہے۔ یہ مسئلہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ بہت سی آیات متعدد احادیث علماء کرام کے اقوال سے ثابت ہے بلکہ مذہب حق کا بڑا اہم اصولی مسئلہ ہے جس پر صمد ہا مسائل جی ہیں مولوی سرفراز صاحب نے اس اصولی مسئلہ کا انکار تو کر دیا مگر انہیں اس پر کوئی قرآنی آیت نہ مل سکی ایک حدیث نقل کی اس میں بھی بھڑکے خیانتیں کیں اور بغیر سوچے سمجھے کچھ علماء کے اقوال نقل کئے اب اس مسئلہ کے متعلق اولاً آیات قرآنی ملاحظہ کرو۔

دل لا اجد فیما لوحی الی محر ما علی طاعم یطعمہ الا ان بکون میتہ
تم فرماؤ میں نہیں پاتا اس میں جو میری طرف وحی کی گئی کسی کھانے والے پر کھانا حرام مگر یہ کہ مراد ہو الخ

دیکھو اس آیت کریمہ میں چیزوں کے حرام نہ ہونے کو حلال ہونے کی دلیل قرار دیا گیا اگر اصل اشیاء میں حرمت ہوتی یا سکوت ہوتا تو یہ آیت بالکل بے معنی ہو جاتی۔

وَمَالِکُمْ اَلَا تَاکُلُوْۤمِمَّا ذَکَرْنَا لَکُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَیْکُمْ
تم فرماؤ لاؤ اپنے وہ گواہ جو گواہی دیں کہ تم نے اسے حرام کیا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ قرآن حکیم نے حرام چیزوں کو تو تفصیل وار بیان فرمایا رہی حلال چیزیں اس کی تفصیل بیان کی ضرورت نہیں کہ جو حرام نہ ہو وہ حلال ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔

قُلْ هَلْ مِ شَہِدَا کُم الذِّبْنِ
تم فرماؤ لاؤ اپنے وہ گواہ جو گواہی دیں کہ تم نے اسے حرام کیا۔

دیکھو مشرکین عرب بکھرے ہوئے و غیرہ جانوروں کو حرام سمجھتے تھے۔ ان سے فرمایا گیا ان چیزوں کے حرام ہونے کے دلائل و گواہ لاؤ یعنی اگر حرمت کی دلیل نہ ملے تو سمجھ لو کہ یہ حلال ہیں یہ نہ فرمایا گیا کہ اے محبوب آپ انہیں حلال ہونے کے دلائل رکھنا پڑے گا کہ چیزیں بذات خود حلال ہیں کسی دلیل سے حرام ہوگی۔ یعنی اشیاء میں اباحت ہے۔

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زَیْنَةَ اللّٰهِ النَّسِی
تم فرماؤ کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت اخرج بعبادہ والطیبیات من
جو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکال اور الرزق پاک رزق۔

کفار عرب حج کے زمانہ میں گوشت اور لذیذ غذائیں قریباً چھوڑ دیتے تھے لباس زینت معمولی پہنتے تھے ان کی تردید میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا کہ ہرگز چیزیں حج کے زمانہ میں ہم نے حرام نہیں کیں تو تم انہیں حرام کیوں کہتے ہو

معلوم ہوا کہ جو چیز اللہ رسول حرام نہ فرمائیں وہ حلال ہے اصل اشیاء میں اباحت ہے۔

یا ایہا الذین امنوا لا غرموا من طیبات ما احل اللہ لکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین

اے ایمان والو وہ پاکیزہ چیزیں حرام نہ سمجھو جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کیں حد سے آگے نہ بڑھو بیشک اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

یعنی جو چیزیں اللہ نے حلال فرمائیں اس طرح کہ انہیں حرام نہ فرمایا اے مسلمانو تم انہیں حرام نہ سمجھو یہ حد اسلام سے آگے بڑھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ حد سے آگے بڑھنے والوں کو ناپسند کرتا ہے اگر اصل اشیاء میں حرمت ہوتی تو عام چیزوں کو حرام جاننے پر مسلمانوں کو عتاب نہ ہوتا

حر موما رزقہم اللہ افتراء علی اللہ قد ضلوا و ماکانو مہتدین

اور حرام ٹھہراتے ہیں جو انہیں اللہ نے روزی دی اللہ پر جھوٹ باندھنے کو بیشک وہ گمراہ ہو گئے اور راہ یافتہ نہ ہوئے۔

معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی چیز کو بغیر دلیل حرام مانے وہ گمراہ بھی ہے اور ہدایت سے دور بھی۔

قل الذکرین حرم ام الانشین الی قوله ام کنتم شہدا اذ وصکم اللہ بہذا

تم فرماؤ کیا اس نے دونوں کو حرام کئے یا دونوں بارہ یہاں تک کہ ارشاد فرمایا کیا تم موجود تھے۔ جب اللہ نے تمہیں یہ حکم دیا۔

غور کرو کہ کفار جو بعض جانوروں بکیرہ سائب وغیرہ کو حرام سمجھتے تھے ان پر عتابانہ طور سے ارشاد ہوا کہ کیا تم نے اللہ کو حرام فرماتے ہوئے دیکھا ہے اور یہ حرمت کہاں سے آئی ہے نہ کی طرف سے یا بارہ کی طرف سے دیکھو جن چیزوں کو رب حرام نہ کرے اے رام سمجھا جرم ہے۔ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔

یا ایہا الذین امنوا لا تسئلوا عن اشیاء ان تبدلکم نسؤکم وان تسئلوا اھا حسین ینزل القرآن تبدلکم عفا اللہ عنھا

اے ایمان والو ان چیزوں کے متعلق نہ پوچھو کہ جو اگر تم پر ظاہر کردی جاویں تو تمہیں ناگوار ہوں اور اگر تم ان کی بابت پوچھو گے جبکہ قرآن اتر رہا ہے تو تم پر ظاہر کردی جاویں گی اللہ نے ان کو معافی دے دی۔

معلوم ہوا کہ جو چیزیں ظاہر نہ کی جائیں اس طرح کہ ان کا ذکر ہی نہ ہو۔ وہ معافی میں ہیں۔ یعنی حلال ہیں۔

خلق لکم ما فی الارض جمیعاً

اللہ نے زمین کی تمام چیزیں تمہارے لئے پیدا فرمائیں

جب تمام چیزیں ہمارے لئے پیدا ہوئیں تو سب چیزیں حلال ہی ہیں۔ ہاں جنہیں رب تعالیٰ نے حرام فرمایا وہ اس عارضہ سے حرام ہوں گی۔

یا ایہا النبی لما محرم ما احل اللہ لک

اے غیب بتانے والے محبوب تم اپنے پر وہ چیزیں کیوں حرام کئے لیتے ہو۔ جو رب نے تمہارے لئے حلال کیں۔

معلوم ہوا کہ تمام چیزیں بذات خود حلال ہیں قسم کھانے سے حرام ہو جاتی ہیں حرام ہونے کے لئے قسم وغیرہ کی ضرورت ہے حلال ہونے کے لئے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ حرام نہ کی گئی ہوں۔ اس کے متعلق اور بھی آیات ہیں یہاں صرف دس آیتیں پیش کی گئی نلک عشرۃ کاملۃ چونکہ آپ گیارہ کے عدد سے بہت چڑتے ہیں لہذا گیارہویں آیت اور سن لیجئے۔

ان نجسبوا کبائر ما ننھون عنہ نکفر عنکم سیئاتکم

اگر تم بچے رہو ان بڑے گناہوں سے جن سے تم کو منع کیا جاتا ہے تو ہم تمہارے چھوٹے گناہ مٹا دیں گے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ گناہ وہ ہے جس سے منع فرمایا جاوے کوئی چیز بغیر
ممانعت گناہ نہیں گناہ پھر دو قسم کے ہیں صغیرہ و کبیرہ گناہ کبیرہ سے بچتا صغیرہ کی معافی کا
ذریعہ ہے۔

احادیث شریفہ

نمبر ۱ مسلم بخاری و مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب السنہ میں حضرت سعد ابن ابی وقاصؓ
سے ہے۔

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اعظم المسلمين
في الجرم ما من سئل عن شيء لم يحرم على الناس
تحريم من اجل مسئلة
فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ
مسلمانوں میں سب سے بڑا مجرم وہ ہے جو کسی
ایسی چیز کے متعلق پوچھ مجھ کرے۔ جو لوگوں
پر حرام نہ کی گئی تھی۔ اس کی پوچھ مجھ کی
وجہ سے حرام کر دی گئی۔

صاف معلوم ہوا کہ اس شخص کے سوال سے پہلے اس کا ذکر قرآن و حدیث میں نہ تھا۔
لہذا وہ حلال تھی۔ اس نے پوچھ پوچھ کر ممانعت کا حکم نازل کرایا۔ اگر وہ سکوت والی
چیز پہلے ہی سے حرام تھی تو اس کے پوچھنے پر حرام ہونے کے کیا معنی۔

نمبر ۲ صفحہ ۵۵۳ مسلم شریف میں بروایت جریر ابن عبد اللہؓ ہے کہ فرمایا بنی ٹہیم نے۔
من سن في الاسلام سنة حسنة
فله اجرها واجر من عمل بها من بعده من غير ان ينقص من
اجورهم شيء ومن سن في
الاسلام سنة سيئة كان عليه
وزرها ووزر من عمل بها من
غير ان ينقص من لوزرهم شيء
مشکوٰۃ کتاب العلم
جو کوئی اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کرے تو اس کو
ایجاد کا ثواب بھی ملے گا اور جتنے لوگ اس کے
بعد اس پر عمل کریں گے ان سب کا ثواب ملے
گا عالمین کے ثوابوں سے کچھ کم نہ ہوگا۔ اور جو
کوئی اسلام میں برا طریقہ ایجاد کرے تو اس پر اپنا
گناہ بھی ہوگا۔ اور جتنے لوگ اس پر عمل کریں
گے ان سب کا گناہ بھی اور ان عالموں کے گناہ
سے کچھ کم نہ ہوگا۔ مشکوٰۃ کتاب العلم

معلوم ہوا کہ بدعت حسنة کا موجد بڑے ثواب کا مستحق ہے اور ظاہر ہے کہ
بدعت حسنة وہ ہی ہوگی جس کا ذکر کتاب و سنت میں نہ ہو۔ ورنہ وہ بدعت کیسی اگر
غاصوشی والے کام حرام ہوتے تو ان کے ایجاد پر ثواب ملنے کے کیا معنی۔

نمبر ۶ تا ۸ ابن ماجہ و ترمذی و مشکوٰۃ شریف کتاب الاطعمہ میں بروایت حضرت
سلمان فارسیؓ ہے کہ کسی نے حضور انور ﷺ سے کھجی اور پیاز کے متعلق پوچھا کہ یہ
حلال ہیں یا حرام تو حضور انور نے فرمایا۔

الحلال ما احل الله في كتابه
والحرام ما حرم الله في كتابه
وما سكت عنه فهو معافى
مطلال وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں حلال
فرماوے اور حرام وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنی کتاب
میں حرام فرماوے اور جس سے غاصوشی ہو وہ
معاف ہے۔

یہ حدیث تو اس قدر واضح اور صاف ہے کہ اس میں کسی قسم کی تاویل اور انج
ہج کی گنجائش نہیں کہ جن چیزوں کا ذکر کتاب و سنت میں نہ ہو وہ معاف یعنی حلال
ہیں۔ معلوم ہوا کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ اس حدیث کی تائید ہماری پیش کردہ
آیات سے ہو رہی ہے۔ لہذا یہ حدیث قرآن کریم کی تائید کی وجہ سے بہت قوی ہو گئی
ترمذی نے اس حدیث مرفوعہ کو غریب فرمایا۔ مگر حدیث موقوفہ کو صحیح تر کہا اور ظاہر
ہے حدیث ضعیف بھی قرآن کریم کی تائید سے قوی ہو جاتی ہے اس بارے میں
احادیث شریفہ بہت ہیں مگر صرف ان ہی حدیثوں پر کفایت ہے۔

اقوال فقہاء

ردالمحتار جلد اول صفحہ ۹۸ سنن وضو کی بحث میں ہے۔
نمبر ۱ و صوح في التحرير بان
المختار ان الاصل الاباحة عند
الجمهور من الحنفية والشافعية
معلوم ہوا کہ یہ ہی صحیح تر ہے کہ اصل ہر چیز میں اباحت ہے حرمت تو ممانعت کے
عارضہ سے ہوگی اسی ردالمحتار میں اس جگہ کچھ آگے ہے۔

نمبر ۲ وہ علم ان قول الشارح
في باب استيلاء الكفار ان
الاباحت راي المعتزلة في نظر
اعراض ہے یعنی صحیح نہیں
اس سے معلوم ہوا کہ شارح (صاحب
ردالمختار) کا یہ قول کہ اصل اشیاء میں
اباحت معتزلہ کا قول ہے۔ اس میں سخت

نمبر ۳ امام محمد رحمہ اللہ نے ایک عجیب مسئلہ بیان فرمایا کہ اگر کسی شخص کو شراب پینے یا سور

کھانے پر کسی ظالم نے مجبور کیا مگر اس نے نہ مانا ظالم نے اسے قتل کر دیا تو یہ فض گنگار ہوگا۔ عبارت یہ ہے۔

خفت ان یکون اثما لان اکل المیتة وشرب الحمر لم یحرم الا بالنهی عنہا
مجھے خوف ہے کہ گنگار ہوگا۔ کیونکہ مردار کھانے اور شراب پینے کی حرمت اس کی ممانعت کی وجہ سے آئی

معلوم ہوا کہ تمام محرمات اس لئے حرام ہیں کہ شریعت میں ان کی ممانعت آجی خود حرام نہ تھیں۔

نمبر ۴ علامہ شامی نے عبارت نقل فرما کر فرمایا۔

فجعل الاباحۃ اصلا والحرمة بعارض النہی ص ۹۸
امام محمد نے اباحت کو ہر شے میں اصل مانا اور حرمت کو ممانعت کے عارضہ سے مانا

نمبر ۵ اصول بزوری میں اباحت اصلیت کی بہت صاف تصریح ہے فرماتے ہیں۔

بعد ورود الشرع الاموال علی الاباحۃ بالاجماع مالم یظہر دلیل الحرمة لان اللہ تعالیٰ اباحها بقولہ جعل لکم ما فی الارض جمیعاً
شریعت کے آنے کے بعد بلا تعلق تمام مال اصلی اباحت پر ہیں جب تک کہ حرام ہونے کی دلیل نہ ملے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے اس قول سے مباح فرمایا کہ جعل لکم ما فی الارض جمیعاً از شای جلد سوم

اس سے معلوم ہوا کہ تمام امت مسلمہ اس پر متفق ہے کہ شریعت اسلامیہ کے نزول پر تمام چیزیں اصل میں مباح ہیں جب تک کہ حرمت کی دلیل نہ ملے ہاں اختلاف نزول شریعت سے پہلے کے متعلق ہے کہ اسلام آنے سے پہلے چیزیں بذات خود حرام تھیں یا حلال یا مسکوت۔

نمبر ۶ تحریر ابن ہمام میں اس مسئلہ کی اور وضاحت ہے فرماتے ہیں۔

المختار الاباحۃ عند الجمهور الحنفیہ والشافعیہ (از شامی)
جمہور حنفیہ و شافعیہ کے نزدیک یہ ہی مختار ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ جلد سوم

نمبر ۷ شرح اصول بزوری میں علامہ اکمل فرماتے ہیں۔

اکثر اصحابنا و اکثر اصحاب الشافعیہ ان الاشیاء النہی یجوز ان یرد الشرع بابا حتما و حرمتها قبل ورودہ علی الاباحۃ وہی الاصل فیہا حتی لیسح لمن لم یشرع لن یاکل مشاء والیہ اشار محمد فی الاکراہ حیث قال اکل لیسۃ وشرب الخمر لم یحرم بالنہی فجعل الاباحۃ اصلا والحرمة بعارض النہی وقد اصحابنا و بعض اصحاب الشافعی والمعتزلی یقلدونها الحذرو قالت الا شعریۃ وعامة اهل الحديث انها علی الوقف حتی ان من لم یتناولہ الشرع یتوقف الا یتناول شئاً فان تناول لم یوصف فعلہ بحلی ولا حرمة ملخصاً (از شامی)

سبحان اللہ اس عبارت نے پردے اٹھوائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نزول شریعت کے بعد تمام مسلمانوں کا اس پر قطعی اجماع ہے کہ تمام چیزیں بذات خود حلال ہیں۔ ممانعت کی وجہ سے حرام ہوگئی۔ اختلاف اس میں ہے کہ شریعت کے نزول سے پہلے یا جسے احکام شرعیہ نہ پہنچے ہوں اس کے لئے چیزیں حلال ہیں یا حرام اکثر علماء فرماتے ہیں کہ حلال ہیں کہ وہ جو کچھ بھی کھائے مجرم نہ ہوگا اور بعض فرماتے ہیں حرام ہیں اور بعض توقف فرماتے ہیں۔ غور فرماؤ کہ مسئلہ کیا ہے سرفراز صاحب کا دماغ کدھر جا رہا ہے خدا جب دین لیتا ہے تو عقل بھی چھین لیتا ہے۔

نمبر ۸ نور الانوار بحث تعارض صفحہ ۲۰۱ میں ہے۔

وذلك لان الاباحة اصل في الاشياء
محرّم کا تسبیح پر ترجیح پانا اس لئے ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔

نمبر اسی نور الانوار میں کچھ آگے ہے۔

وهذا اصل كبير لنا ينفرد عليه كثير من الاحكام
یہ اصل اشیاء میں اباحت ہونا احناف کا بڑا قاعدہ کلیہ ہے جس پر بہت سے احکام جاری ہوتے ہیں۔

نمبر ۱۰ اصول کی مشہور کتب تقریرات احمدیہ صفحہ ۳۷ میں ہے۔

انما جعلنا المبيح اصلا والمحرم ناسخا بناء على زمان الفترة بين عيسى ومحمد عليهما السلام قبل شريعتنا فانه كان الاباحة اصلا ثم بعث نبينا عليه السلام الاشياء المحرمة وبقي ماسواها حلالا لا مباحا
ہم احناف نے اباحت کو اصل اور محرم کو ناسخ اس زمانہ کے لحاظ سے مانا ہے جو حضرت عیسیٰ و محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ہے کہ ہماری شریعت سے پہلے اصل حالت اباحت تھی۔ پھر ہمارے نبی بھیجے گئے انہوں نے حرام چیزوں کو ظاہر فرمایا ان کے ماسواہ حلال و مباح رہیں۔

اس عبارت نے بھی وہی بتایا جو تحریر ابن ہمام سے معلوم ہوا تھا کہ اماموں کا اختلاف اسلام کے تشریف لانے سے پہلے کے متعلق ہے کہ اس وقت تمام چیزیں حلال تھیں یا حرام بعض نے یعنی ہم احناف نے فرمایا حلال تھیں۔ بعض نے انہیں حرام مانا مگر اسلام کے تشریف لانے کے بعد تو ساری امت مسلمہ اس پر متفق ہے کہ ہر چیز حلال ہے سوا ان اشیاء کے جو شریعت نے حرام فرمادیں۔

نمبر ۱۱ شامی نے جلد سوم باب استیلاء الکفار میں فرمایا ص ۳۳۷

انما الخلاف المذكور فيه انما هو قبل ورود الشرع وصاحب الهداية انما اثبت الاباحة بعد ورود الشرع بمقتضى الدليل
اماموں کا مذکور اختلاف شریعت اسلامیہ آنے سے پہلے ہے اور صاحب ہدایہ نے اباحت ثابت فرمائی۔ شریعت کے تشریف لانے کے بعد مطابق دلیل کے۔

اقوال فقہاء اس کے متعلق بہت زیادہ ہیں مگر ہم گیارہویں شریف کے بعد کے مطابق صرف گیارہ حوالے پیش کرتے ہیں۔

تہم ابھی میں نے عرض کیا تھا کہ اصل اشیاء میں اباحت کا مسئلہ ایسا فہیم الشان ہے جس پر بہت سے شرعی مسائل جبنی ہیں۔ اس کے متعلق صرف ایک مسئلہ عرض کرنا ہوں۔ وہ یہ کہ اصول فقہ کا مسئلہ ہے کہ جنہ دلائل حرمت و دلائل اباحت میں تعارض ہو تو ترجیح حرمت کو ہوتی ہے اس قاعدہ کلیہ کی وجہ بھی یہ ہی مسئلہ ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے اگر اصل اشیاء میں حرمت یا سکوت ہو تو یہ قاعدہ ہی ختم ہو جائے گا۔ چنانچہ علم اصول کی مشہور کتب نور الانوار بحث تعارض میں صفحہ ۳۷ پر ہے۔

کالحاظ والمبيح
فانما اذا جتمع في حكم واحد
يعملون على المحظور ويجعلون مو
خرا دلاله عن المبيح وذلك لان
الاباحة اصل في الاشياء فلو عملنا
بالمحرم كان المبيح موافقا لا
باحة الاصلية لوجتمعنا ثم يكون
انقض المحرم ماسحا للباحثين
و هو معقول بخلاف ما لنا عملنا
المبيح لا نه حينئذ يكون النص
المحرم ناسخا للباحة الاصلية
ثم يكون المبيح ناسخا للمحرم
فيلزم تكرار النسخ و هو غير
معقول وهذا اصل كبير لنا ينفرد
عليه كثير من الاحكام وهذا على
قول من جعل الاباحة اصل في
الاشياء
یہیے دلیل محرم اور دلیل مسیح جب دونوں ایک حکم میں جمع ہو جائیں تو علماء محرم پر عمل کرتے ہیں اور اسے دلیل مسیح سے پیچھے مانتے ہیں اور یہ اس لئے ہے کہ اباحت اصل ہے تمام چیزوں میں تو اگر ہم محرم دلیل پر عمل کریں تو اباحت کی دلیل اباحت اسیلیہ کے موافق ہو جائے گی اور دونوں جمع ہو جائیں گی پھر حرمت کی دلیل ان دونوں اباحتوں کی ایک دم ناسخ ہو جائیگی یہ بات عقل میں بھی آتی ہے بخلاف اس صورت کے کہ ہم اباحت کی دلیل پر عمل کر لیں چونکہ اس وقت حرمت کی دلیل اباحت اسیلیہ کی ناسخ بنے گی پھر اباحت کی دلیل حرمت کی ناسخ ہوگی تو نسخ کی تکرار لازم آئے گی اور یہ اظلاف عقل ہے اور یہ ہمارا بڑا قاعدہ ہے جس پر بہت سے احکام نکلتے ہیں اور یہ قاعدہ انہیں کے قول پر درست ہوگا جنہوں نے اشیاء میں اباحت کو اصل مانا۔

مسئلہ! خیال کرو کہ علم اصول والوں نے اصل اشیاء میں اباحت کو مانا اور اسے اپنا بڑا قاعدہ قرار دیا اور اس پر بہت سے احکام شریعہ متفرع مانے غرض کہ مذہب اختلاف کا اصل اصول یہی قاعدہ ہے جو اس کا انکار کرتا ہے وہ ضغیت کی جڑ کاٹتا ہے اسی نورانوار میں اسی جگہ بڑی پر لطف بات وہ ہے جو اس کے حصول بیان فرمائی چنانچہ فرماتے ہیں۔

وقبل المحرمات اصل فیہا اور کہا گیا ہے کہ اشیاء میں حرمت اصل وقبل التوقف اولیٰ حنفی یقوم ہے اور کہا گیا ہے کہ توقف کرتا ہر ہے دلیل الاباحۃ لوالحرمة تاکہ اباحت یا حرمت کی دلیل قائم ہو جائے۔

غور کرو ان دونوں قولوں کو صاحب نور الانوار نے اختلاف کے قول کے مقابلے میں بیان فرمایا معلوم ہوا کہ حرمت اور توقف کا قول کسی حنفی کا نہیں اور نہ سارے معتزلہ کا ہے۔ بلکہ بعض بے وقوف معتزلہ نے آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے ایک دم آنکھیں بند کر کے یہ کہہ دیا ہے اور آج حنفیوں کی بدھیبی سے خود ضغیت کا دعوے کرنے والے بعض جملانے اس مسئلے کو اپنایا۔ محض اپنے مذہب نامذہب کو ثابت کرنے کے لئے والی اللہ المشتکی۔

خیال رہے کہ شریعت کے معنی ہیں ظاہر اور کھلا عام راستہ شریعت سے شریعت بنا ہے۔ طریقت و طریق خاص راستہ جس پر ہر شخص نہ چل سکے خاص واقف آدمی ہی چلے عام راستہ چلنے ہی کے لئے ہوتا ہے اگر راستہ بند کرنا ہو تو کنارے پر ممانعت کا بورڈ لگا دیا جاتا ہے بغیر ممانعت کوئی شخص راستہ پر چلنے سے روک نہیں سکتا۔ اسی طرح بغیر شریعت کی ممانعت کے کوئی کسی کو کسی چیز سے منع نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی شخص کسی مسافر کو جریلی سڑک پر چلنے سے روکے تو مسافر کو حق ہے کہ اس سے سرکاری ممانعت کا مطالبہ کرے کہ دکھاؤ چلنے کی ممانعت کا آرڈر کہیں ہے اگر وہ منع کرنے والا کہے کہ دکھاؤ اس سڑک پر چلنے کا آرڈر کہیں ہے تو بے وقوف ہے سڑک بنی ہی چلنے کے لئے ہے روک کے لئے آرڈر کی ضرورت ہے چلنے کے لئے آرڈر کی ضرورت نہیں دیوبندیوں کی عجب منطق ہے کہ ہر کار خیر کو بغیر شرعی ممانعت کے حرام تو خود کہیں اور جواز کا ثبوت ہم سے مانگیں خود حرمت کا ثبوت نہ دیں یہ ہے الہی منطق۔

عقلی دلیل

ہم مقدمہ میں عرض کر چکے کہ دیوبندی مذہب بھی عیسائیت کی طرح ناقابل عمل ہے یہ صرف زبانی و فہمی مذہب ہے عقلی مذہب صرف اہل سنت کا ہے آج کوئی شخص دیوبندی بن کر دنیاوی و دینی زندگی نہیں گزار سکتا۔ اگر آج جہلو پیش آجائے تو ہمارے دیوبندیوں کے ہاں ٹینک راکٹ ہوائی جہاز سے جہاد کرنا حرام ہوگا۔ کیونکہ یہ چیزیں قرون ثلث میں نہ تھیں لہذا بدعت ہیں اور بدعت حرام ہے تو جہلو جیسی عبادت میں یہ بدعت کیسے استعمال ہو سکتی ہیں۔ اسی طرح سرفراز صاحب کا یہ مسئلہ کہ ہر چیز میں اصل اباحت نہیں بلکہ حرمت ہے یا سکوت بالکل ناقابل عمل ہے مولوی سرفراز اور ان کے تمام ہمنوا لوگوں سے عرض کرتا ہوں کہ جب دیوبندیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ ہر چیز حرام ہے سوائے ان کے جن کی مباح ہونے کی آیت یا حدیث مل جاوے تو براہ کرم ذرا جواب دیں کہ قرآن و حدیث میں صرف چند پھلوں چند لباسوں کا ہی ذکر ہے فرمائیے۔ ہندوستان کا مشہور پھل آم۔ پلاٹا۔ انناس وغیرہ پھل اور اپکن، واسکٹ نئے نئے ڈیزائن کی قمیض۔ ٹل۔ ٹھا۔ نش۔ بناری سائٹ وغیرہ کپڑے اس ہی طرح نئی نئی قسم کی بلڈنگ۔ کونھیاں۔ ویٹنگ روم وغیرہ چیزیں حرام ہیں یا حلال اگر حلال ہیں تو ان کی آیات و احادیث پیش فرمادیں۔ جن میں ان چیزوں کا جواز مذکور ہو اور اگر ایسی آیت یا حدیث نہ مل سکیں تو تم سرکہ کھجوریں اور جو کی روٹی سادہ غذائیں معمولی لباس استعمال کرو جن کا ذکر قرآن و حدیث میں ہے باقی تمام چیزوں کو حرام کہو کیونکہ تمہارے ہاں ہر چیز اصل میں حرام ہے جس کی اباحت جس کی دلیل ہے وہ ہی حلال ہوگی پھر یہ چیزیں بغیر دلیل اباحت حلال کیسے ہو گئیں۔ کیا ہے کوئی دیوبندی فعل جو ان چیزوں کی اباحت کی آیت وہ حدیث پیش کر سکے۔ انشاء اللہ قیامت تک نہ پیش کر سکیں گے۔ فاتقوا النار الناری۔

دیوبندی تائید

خود علماء دیوبند کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے کہ جس کو شریعت حرام نہ کرے وہ حلال ہے چنانچہ دیوبندیوں کی مشہور کتاب طریقت مولود شریف مکتوب محبوب القلوب مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی دیوبندی اس

کتاب کے صفحہ ۱۵ پر ہے۔ اصول شرعیہ میں سے اور نیز قواعد عقیدہ میں سے یہ امر مسلم ہے کہ جو فعل نہ مامور بہ ہو نہ منی عنہ یعنی نصوص شرعیہ میں نہ اس کے کرنے کی ترغیب ہو اور نہ اس کے کرنے کی ممانعت ایسا امر مباح ہوتا ہے۔

نمبر ۲ اسی کتاب کے صفحہ ۱۳ پر ہے کہ عمل مولد شریف بہ نیت و قیود مخصوصہ ظاہر ہے کہ نہ کسی دلیل شرعی سے مامور بہ ہے اور نہ کسی دلیل شرعی سے ممنوع ہے تو فی حد ذلک مباح ٹھہرا۔ الخ

نمبر ۳ اسی کتاب کے صفحہ ۱۵ پر ہے یعنی وہ ان افعال کو فی حد ذاتہ مکروہ و ممنوع نہیں سمجھتے۔ بلکہ ان کو مباح باباحت اعلیٰ و مستحسن بحسن عقیدت و نیت جانتے ہیں۔ الخ

نمبر ۴ اسی کتاب کے صفحہ ۱۳ پر یہ ہے بعض افعال مباحہ تو ایسے ہوتے ہیں جن میں صراحۃً سے مصلحت ہی مصلحت ہے اس کے تو مستحسن ہونے میں سب کا اتفاق ہے۔

ان عبارات میں مولوی اشرف علی صاحب نے صاف طور پر مانا ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے اور جو چیز نہ شرعاً مامور ہو نہ ممنوع وہ مباح و جائز ہے اور اچھی نیت سے کیا جاوے تو مستحب و مستحسن ہے اب دیکھئے مولوی گکھڑوی صاحب مولوی اشرف علی صاحب پر کیا فتویٰ جڑتے ہیں۔ یہ ان کے گھر کا معاملہ ہے آپس میں ملے کریں۔ صرح

طویلہ میں اگر لیتا تو کی بھری غضب آیا

یہ ہر حال اصل اشیاء میں اباحت ہونا خود دیوبندیوں کا مانا ہوا مسئلہ ہے یہ تو مولوی گکھڑوی کی بے جا ضد ہے جو ایسے واضح مسئلہ کا انکار کرتے ہیں۔

مولوی سرفراز صاحب کی انوکھی دلیل

مولوی صاحب موصوف نے اس مسئلہ کا انکار تو کر دیا کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے مگر اس پر انہیں کوئی آیت نہ مل سکی صرف دو حدیثیں پیش کی ہیں اور کچھ علماء کے اقوال مگر حدیث شریف میں ایسا دھوکہ دیا اور ایسی خیانت کی کہ خدا کی پناہ اگر دیوبندیوں کا بس ملے تو قرآن مجید کو بھی مسخ کر ڈالیں مگر کریں کیا کہ قرآن کی حفاظت رب تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے لی ہے بھپارے مجبور ہیں حدیث شریف ملاحظہ ہو۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الامر ثلثه امر بين رشده فاتبعه وامر بين غيبه فاجتنبه وامر يختلف فكله الى الله عز وجل

جنتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کلام تین قسم کے ہیں ایک وہ جس کا ہدایت ہونا واضح ہے سو اس کی اتباع کرو اور دوسرا وہ کام کہ اس کی گمراہی ظاہر ہو سو اس سے اجتناب کرو اور تیسرا وہ جس میں اشتباہ واقع ہو اس کا معاملہ خدا کے سپرد کرو۔

یہ ترجمہ فاضل دیوبند سرفراز صاحب کا ہے اور اس کا مطلب مولوی صاحب موصوف نے یہ بتایا کہ جن چیزوں میں سکوت ہو قرآن و سنت میں ان کا ذکر نہ ہو ان میں خاموشی اختیار کرو کہ انہیں نہ حرام کہو نہ حلال۔ یہ ترجمہ بھی غلط ہے اور یہ مطلب بھی دھوکہ فریب ہے اولاً تو یہاں عقائد کا ذکر ہے جیسا کہ رشدہ اور غیب سے معلوم ہوا ہدایت و گمراہی عقائد سے ہوتی ہے نہ کہ افعال سے بے نمازی فاسق ہے گمراہ نہیں دوسرے اس حدیث میں ارشاد ہوا اختلاف فیہ یعنی جس میں اختلاف کیا گیا اس کے معنی نہ خاموشی ہیں نہ سکوت بلکہ دلائل یا علماء کا اختلاف مراد ہے یعنی بعض عقائد وہ ہیں جن میں دلائل یا اقوال علماء مختلف ہے جیسے کفار کے فوت شدہ بچوں کا حکم کہ وہ جنتی ہیں یا دوزخی یا آیات نقشا بہات ان میں ہم کو کوئی فیصلہ نہ کرنا چاہئے حق تعالیٰ کے سپرد کرنا چاہئے کہیں یہ مسئلہ اور کہیں اصل اشیاء میں اباحت کا مسئلہ یہ ہے دیوبندی علم چنانچہ اس کی شرح میں مرقات میں صفحہ ۲۰۹ پر ہے۔

ويحتمل ان يراد به اختلاف العلماء

یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے مراد علماء کے دلائل کا اختلاف ہے۔

کچھ آگے فرماتے ہیں

وقيل البمراد مالم يبينه الشرع مثل المتشابهات

کہا گیا ہے کہ اس سے مراد وہ عقائد ہیں جنہیں شریعت نے بیان نہ کیا جیسے آیات نقشا بہات۔

کچھ آگے فرماتے ہیں

کنعینین یوم القیامۃ و حکم
اطفال المشرکین

جیسے روز قیامت کا مقرر کرنا اور مشرکین
کے بچوں کے حکم

اس حدیث کا ترجمہ حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی نے
اشع فی اللغات میں یوں کیا۔
دیگر راست کہ دوسرا وہ حکم ہے جس میں اختلاف کیا گیا
بلاف کردہ شدہ است ہے اور اس کی ہدایت یا گمراہی ہونے میں
شبہ است در رشد و غی لو اشتباہ ہو گیا۔

ان شروع سے وہ ہی بات معلوم ہوئی جو میں نے عرض کی اس سے یہ ہرگز
ثابت نہیں ہوتا کہ اصل اشیاء میں اباحت نہیں ورنہ آیات قرآنیہ سے مخالفت لازم
آئے گی۔ راہ سنت کے صفحہ ۱۲ پر دوسری حدیث مع ترجمہ یوں بیان کی۔

ان اللہ فرض فرائض فلا
نضیعواھا وحرم حرمت فلا
تنتہکواھا وحد حلوہ افلا
تعندواھا وسکت عن اشیاء من
غیر نسیان فلا تبحتو عنہا

اللہ تعالیٰ نے کچھ فرائض متعین فرمائے
ہیں سو ان کو مت ضائع کرو اور کچھ چیزوں
کو حرام کر دیا ہے سو ان کی پردہ داری مت
کرو اور کچھ حدود مقرر کئے ہیں سو ان سے
تجاوہ نہ کرو اور کچھ چیزوں سے سکوت فرمایا
بغیر بھول کے پس ان سے بحث نہ کرو اللہ
تعالیٰ نے بغیر نسیان کے سکوت کیا ہے اس
سے بحث نہ کرو
یعنی یہ ہے مولوی سرفراز صاحب کی پیش کردہ حدیث اور یہ ہے ان کا ترجمہ
اس سے ظاہر صاحب نے ثابت کیا کہ جن چیزوں سے شریعت میں خاموشی ہے انہیں
نہ حرام جانور نہ طلال بلکہ خاموشی اختیار کرو بتاؤ یہ مطلب کس لفظ سے حاصل ہوا
لا تبحتو اعنہ یعنی ان سے بحث نہ کرو کا مطلب بالکل واضح و ظاہر ہے کہ ایسی
خاموشی کی چیزوں میں جھگڑے نہ کرو وہ تو مباح ہیں ان پر بے دھڑک عمل کرو اس کی
شرح وہ حدیث ہے جو اسی مشکوٰۃ کے باب الاممہ میں مذکور ہے و ما سکت عنہ فو مما غنی
عنہ جس سے رب تعالیٰ نے سکوت فرمایا اس کی معافی ہے معافی کے معنی یہ ہی ہیں۔

نہ ان کے کرنے پر پکڑ ہے اور نہ نہ کرنے پر پکڑ مباح کے یہ ہی معنی ہیں اس معنی کی
تائید قرآن کریم کی وہ آیت فرما رہی ہے۔ عفا اللہ عنہا اللہ نے ان چیزوں کی معافی
دے دی چنانچہ اس حدیث کی شرح میں ملا علی قاری مرتب میں فرماتے ہیں۔

فلا تبحتو عنہا ای لا تفشوا عن
تلك الاشياء دل علی ان الاصل
فی الاشياء الاباحۃ بقولہ تعالیٰ
هو الذی خلق لکم ما فی
الارض جمیعاً

ان چیزوں سے بحث نہ کرنے کے معنی یہ
ہیں کہ ان کی کرید نہ کرو۔ یہ حدیث اس پر
دلالت کرتی ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت
ہے کیونکہ رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ رب نے
تمام چیزیں تمہارے لئے بنائیں
اس حدیث کی شرح میں شیخ عبدالحق اشع فی اللغات میں فرماتے ہیں
کہ فراموشی بر وے روانہ باشد رب تعالیٰ پر بھول چوک ممکن نہیں
بلکہ رحمت کرد و آسان بلکہ اس نے تم پر رحم فرمایا تمہارے کام
ساخت کار شما آسان فرمائے

بھان اللہ فیعلہ فرمایا کہ قرآن وحدیث میں بعض چیزوں سے خاموشی تم پر رحمت
اور تمہارے کاموں کو آسان کرنے کے لئے ہے تاکہ تم بے تامل ایسے کام کئے جاؤ تم
پر کوئی روک ٹوک نہ ہو ملا علی قاری نے تو یہ حدیث اصل اشیاء میں اباحت کی دلیل
قرار دی۔ فرماتے سرفراز صاحب یہ حدیث پیش کرتے فہمت اور اس سے یہ مسئلہ
ٹکالتے وقت آپ کے دل میں خوف خدا نہ آیا کیا آپ کو مرنا اور خدا کو منہ دکھانا نہیں
حدیث رسول ﷺ میں ایسی خیانت اور مسلمانوں کو اس طرح دھوکہ دینا۔ آپ دو
بندیوں نے اسلام اور مسلمانوں پرست ظلم کئے اس کا نتیجہ ہے کہ آج تم دنیائے اسلام
میں ایسے ذلیل ہو ہو رہے کہ اپنا مذہب چھپاتے پھرتے ہو یہ ہے تمہارا علم اور یہ ہے
تمہاری دیانت جب تم لوگ اللہ رسول کو کلیاں دینے سے نہیں شرماتے تو ان پر
جھوٹ بانٹنے سے کیا شرمائے گے۔ ہمارے سرفراز صاحب نے اپنے اس مقصد کے
لئے در مختار کی وہ عبارت پیش فرمائی۔

علی ماہو المنصور من ان
الاصل فی الاشياء التوقف

مذہب منصور یہ ہے کہ اصل حالت اشیاء
میں توقف ہے
اسی طرح اور چند کتب فقہ کے حوالہ دیئے۔ ان کے متعلق عرض ہے کہ اولاً رد المحتار

نے اس قول کی تردید اسی جگہ کردی جس کے حوالے ابھی گزر گئے نیز فقہاء کرام کا یہ اختلاف کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے یا حرمت یا توقف نزول شریعت سے پہلے کے متعلق ہے کہ اسلام کی تشریف آوری سے پہلے بجز عقیدہ توحید دیگر اشیاء حرام تھیں۔ یا حلال یا ان کے متعلق کچھ نہیں کہا جاسکتا جس کے حوالے پہلے گزر چکے اس میں مذہب حق یہ ہے کہ اصل اباحت ہے۔ وہ فطرت والے لوگ کسی چیز کے کھانے پینے پر مجرم نہ تھے نیز یہ اختلاف ان اموال کے متعلق بھی ہے جن کی اباحت اعلیٰ شریعت مطہرہ نے منسوخ فرمادی۔ ان میں حرمت اصل یا اباحت یا توقف جیسے سودی اموال یا چاندی سونے کا استعمال وغیرہ اس اختلاف کو عام چیزوں سے تعلق نہیں چنانچہ تفسیرات احمدیہ میں اس بحث میں صفحہ ۱۲ پر ہے۔

فیمكن ان يستدل بها على ان
الاصل في الاشياء الاباحة كما
هو مذنب طائفة بخلاف
الجمهور فان عند هم الاصل
هو الحرمة ولا يظهر ثمره
الافى ثونه عني السلام لا
تبيحوا الطعام الا سوا بسواء فان
عند نا الاصل هو اباحة
الربواحتى يعفو عنه عدم القدر
والجنس وانما تثبت الحرمة اذا
وجد جميع الشرائط وعند
الشافعى الاصل هو الحرمة فى
كل حال والمساوات مخلص
منها

فرمایے مولوی سرفراز صاحب آپ نے تفسیر احمدی کی عبارت پوری نقل کیوں
نہ کی آدمی عبارت نقل کر کے مسلمانوں کو دھوکا کیوں دیا کیا یہ بھرانہ خیانت نہیں ہے
اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو ہدایت دے اور نیچے ہدایہ جلد سوم باب الربوا میں ہے۔

وعند الشافعى الطعام فى
المطعمات والشمية فى
الاتمان والجنسية شرط
والمساوات مخلص والاصل
هو الحرمة عنده

دیکھو سودی مال میں اختلاف یہ ہوا کہ ہمارے ہیں ان میں اصل اباحت ہے اور
شوافع کے ہیں اصل حرمت اسی ہدایہ کتب الکراۃ میں ہے۔

والنختم بالذهب على الرجال
حرام لما روينا وعن على رضى
الله عنه ان النبى صلى الله عليه
وسلم نهى عن النختم بالذهب
ولان الاصل فيه التحريم
النختم والا تمودج وقد اندفعت
بالادنى وهو الفضة

فرمائیے کچھ پتہ لگا کہ اصل حرمت ہونا یا مسکوت ہونا سونے چاندی کے استعمال میں ہے
کتب کیا فرما رہی ہیں اور آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ خیال رہے کہ اباحت اعلیٰ اختلاف کا
ایسا ضروری اصولی مسئلہ ہے جس پر بہت سے شرعی قاعدے مبنی ہیں دیکھو علم اصول کا
قاعدہ ہے کہ اگر محرم اور مباح دلائل میں مقابلہ ہو جائے تو محرم کو ترجیح ہوتی ہے
کیوں اس لئے تاکہ شیخ دو بار نہ مانا پڑے۔ اس طرح کہ دلیل محرم تو اصلی اباحت کو
منسوخ کرے اور پھر یہ مباح دلیل محرم کو منسوخ کرے اس لئے ترجیح محرم کو
دو تاکہ شیخ صرف ایک بار ہی ہو کہ دلیل اباحت تو اباحت اعلیٰ کی تائید کرے اور محرم
اسے منسوخ فرمائے کہیں اگر اباحت اصلی کوئی چیز ہی نہیں تو یہ قانون شرعی کیونکر
درست ہوا۔ نیز علم اصول کا قانون ہے کہ جب کسی کام کی فرضیت منسوخ ہو جائے تو
وہ اباحت جو فرض کے ضمن میں ہے وہ بھی منسوخ ہو جاتی ہے کیونکہ اباحت جنس ہے
اور فرضیت نوع اور ظاہر ہے کہ نوع کے مٹنے سے اس کے سارے اجزاء جنس و فصل
مٹ جائینگے۔ زید مرگیا تو اس کی جنس یعنی حیوان اور فصل یعنی باطن سب ہی فنا

ہو گئے۔ مگر پھر یہ ہی چیز مباح رہتی ہے کیوں؟ اباحت اصلی کی وجہ سے یعنی جو اباحت فرضیت کے ضمن میں تھی وہ تو فرضیت کے ساتھ گئی مگر اباحت امیہ نے پھر اسے مباح کر دیا دیکھو عاشورے کے دن کا روزہ شروع اسلام میں فرض تھا پھر اس کی فرضیت بلا رمضان کے روزوں سے منسوخ ہو گئی مگر پھر بھی یہ روزہ مباح ہے دیکھو نور الانوار مع حاشیہ۔ کہنے مولوی صاحب آنکھیں کھلیں۔ اگر اباحت ہر چیز کی اصل نہیں تو ان قواعد کے کیا معنی السوس ہے کہ دین کے ساتھ علم کا بھی صفایا ہے مصنف بنے سے پہلے کچھ تھوڑا بہت پڑھ لیا ہوتا۔

مولوی سرفراز صاحب کی عجیب منطق!

مولوی صاحب نے راہ سنت میں فرمایا ہے کہ جیسے وجوب فرضیت سنیت شرعی احکام ہیں ایسے ہی اباحت و جواز بھی شرعی حکم ہیں تو جیسے بغیر خاص دلیل کے فرضیت یا وجوب ثابت نہیں ہو سکتا ایسے ہی بغیر خاص دلیل اباحت بھی ثابت نہیں ہو سکتی۔ لہذا جب تک کہ حضور انور ﷺ کا قول یا فعل نہ ملے کسی چیز کو مباح نہیں کہہ سکتے دیکھو راہ سنت صفحہ ۱۴۳ و صفحہ ۱۰۵۔ مگر مولوی صاحب اپنا یہ انوکھا زالہ قاعدہ حرام۔ شرک کفر کے لئے بھال گئے مولوی صاحب اور ان کے سارے دیوبندی پیشوا ہزار ہا مستحبات کو صرف اس لئے حرام کفر شرک کہہ دیتے ہیں۔ کہ زمانہ نبوی میں موجود نہ تھے وہاں یہ نہیں فرماتے کہ جیسے فرضیت کے لئے امر ضروری ہے ایسے ہی حرمت کے لئے نئی یعنی مخالفت لازم ہے ذرا قربان تو جاؤ اس قاعدہ کے کہ اباحت جیسا ہکا حکم تو بغیر صریحی فرمان یا فعل رسول ﷺ ثابت نہ ہو سکے۔ مگر حرمت شرک کفر جیسے اہم اور انتہائی نازک مسائل صرف مولوی صاحب کے جنبش قلم اور جنبش لب سے ثابت ہو جاتے ہیں پھر جنوں خود ہزار ہا بدعت کرتے ہیں تو وہاں یہ حکم بدل جاتا ہے مردوں کے لئے ختم قرآن کرنا بدعت حرام شرک کفر ہے اس پر پیسہ لینا حرام ہے مگر دیوبند میں مصیبت کے موقع پر ختم بخاری کرنا پھر اس پر روپیہ دینا دیوبندی علماء طلباء کو نہ حرام ہے نہ بدعت نہ کفر نہ شرک ہے یہ ہے ان کی بے قیدی اور خود مختاری۔

تحقیقی جواب

جناب یہ بالکل درست ہے کہ اباحت وجوب فرضیت حرمت کراہیت شرعی احکام ہیں مگر جیسا حکم ویسی اس کی دلیل فرضیت وجوب ایسے اہم حکم ہیں جن پر کفر و فسق مرتب ہے ان کے لئے بہت مضبوط دلیل چاہئے حتیٰ کہ فرضیت کے لئے دلیل قطعی چاہئے جو قطعی حرمت بھی ہو قطعی الدالات بھی اور قطعی الطلبد بھی اور وجوب کے لئے غنی دلیل بھی کافی ہوتی ہے مگر اباحت و استیجاب نہایت ہی ہلکے حکم ہیں کہ ان پر نہ کفر مرتب ہے نہ کراہی نہ فسق نہ عذاب کوئی کرے اچھا نہ کرے کچھ نہیں لہذا اباحت کے لئے صرف اتنا کافی ہے کہ وہ شرعاً ممنوع نہ ہو اور استیجاب کیلئے صرف اتنا کافی کہ بزرگھان دین اسے اچھا سمجھیں اس کے دلائل جاء الحق میں بہت تفصیل سے مذکور ہیں۔ حتیٰ کہ در مختار میں مستحب کی تعریف میں فرمایا وما احبہ السلف مستحب وہ بھی ہے جسے سلف صالحین اچھا جائیں۔ نیز نور الانوار شریف بحث احکام مشرورہ صفحہ ۱۶۷ میں ہے الا ان المستحب ما احبہ السلف مستحب وہ ہے جسے سلف صالحین اچھا سمجھیں غرض یہ کہ کتب تہذیب و اصول فقہ سے ثابت ہے کہ مستحب کے لئے مسلمانوں کا اچھا جانا ہی کافی ہے جیسا حکم ویسی دلیل۔ دیکھو زنا کے لئے چار گواہ درکار عام مالی و سیاسی احکام کے لئے دو کافی اور رمضان کے چاند کے لئے ایک گواہ کی بھی ضرورت نہیں صرف ایک عادل مسلمان کی خبر کافی جبکہ مطلع صاف نہ ہو دیکھو جیسا حکم ویسی اس کی دلیل اس کی مکمل بحث جاء الحق حصہ اول میں موجود ہے مگر مصنف راہ سنت نے اس کتاب کے مطالعہ کی زحمت ہی گوارا نہ فرمائی یا کج بحثی کے لئے یہ سب کچھ فرما رہے ہیں۔

مولوی سرفراز صاحب کا بے نمازیوں پر احسان عظیم

مولوی صاحب کو جاء الحق کی ایک دلیل آفت بن کر سامنے آگئی وہ ہے حدیث صحیح مواراہ المومنون حسنا فہو عند اللہ حسن جسے مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے اس کے متعلق اولاً تو مولوی صاحب بہت سٹ پائے آخر یہ کہہ کر جان چھڑائی کہ یہاں مومنوں سے مراد صحابہ کرام ہیں اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس کام کو صحابہ کرام اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک اچھی ہے چلو

پھٹی ہوئی اب شرابی بھٹی جواہری ہے نمازی غرض یہ کہ پانچوں شرعی عیب والے لوگ مولوی صاحب کا شکریہ ادا کریں۔

انہیں نذرانے چاہئے پیش فرمادیں کہ مولوی صاحب نے بیک جنبش قلم سب لوگوں کو تمام شرعی احکام سے معافی دیدی کیوں کہ قرآن کریم میں جس قدر احکام ہیں ان میں یا تو فرمایا گیا۔ یا ایہا الذین آمنوا اے ایمان والو اور یا ارشاد ہوا علی المؤمنین یعنی مسلمانوں پر یہ لازم یا حرام ہے اب مولوی صاحب کے فتوے سے مومنین اور امنو سے مراد تو صرف صحابہ کرام ہوئے کہ نزول قرآن وحدیث کے وقت وہ ہی لوگ موجود تھے خطاب انہیں سے تھا تو نماز روزہ وغیرہ تمام فرائض اور شراب جواہ۔ زنا وغیرہ تمام محرمات صرف ان صحابہ کرام ہی سے متعلق تھے رہے ہم جیسے بعد کے لوگ انہیں کسی اسلام حکم سے کوئی تعلق نہیں ہمارے لئے نہیں بلکہ دیوبندیوں کے لئے چاروں راہ کھلے ہیں جو چاہیں کریں۔ مولوی صاحب ہوش کو تم اپنے مذہب کو منانے کے لئے قرآن وحدیث کو کیوں بگاڑنے کی کوشش کرتے ہو کتنی ہی کوشش کرو مگر تمہارا دین نجدیت نہ سنبھلا ہے نہ سنبھلے؟

کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

لطیفہ حضرت قلم حکیم الامت مدظلہ مفتی احمد یار خان صاحب نے ایک عجیب لطیفہ سنایا کہ جب وہ حج بیت اللہ کے لئے پہلی بار مکہ معظمہ حاضر ہوئے تو ایک دن بعد مغرب حرم شریف کا نجدی امام لوگوں کو وعظ سنا رہا تھا۔ وعظ کیا تھا۔ اولیاء اللہ پر غیظ وغضب تھا اسی اثنا میں اس نے کہا لوگ سید احمد بدوی کو پوجنے لگے ہیں اس کی قبر سے منت مانتے ہیں یہ شرک عظیم ہے۔ ایک یعنی حاجی نے اٹھ کر کہا کہ ہم سید احمد بدوی سے منت نہیں مانتے بلکہ ان کے وسیلہ سے رب سے مانگتے ہیں وہ اللہ کے ولی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہوسیلہ اولیاء دعا قبول فرماتا ہے تو نجدی امام کہنے لگے۔ کیف علمت انہ ولی اللہ لا نعلم انہ مات علی الایمان او علی کفر ہل اوحی الیک تجھے کیا معلوم کہ احمد بدوی ولی اللہ ہے ہم کو تو یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ اسلام پر مر یا کفر پر بچا رہا یعنی حاجی خاموش ہو گیا حضرت حکیم الامت نے فوراً فرمایا علمنا ولا ینہ بشاہدہ المومنین وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انتم شہداء اللہ فی الارض یعنی ہم نے سید احمد بدوی کی ولایت عامۃ المسلمین کی گواہی سے پہچانی

معلوم فرماتے ہیں کہ اسے مسلمانو تم اللہ کے گواہ ہو زمین میں تو جسے مسلمان ولی کہیں وہ اللہ کا ولی ہی ہے اس پر امام صاحب کے چہرے کا رنگ اڑ گیا گھبرا کر بولے کہ یہ فریق رسول صحابہ کے لئے ہے کیونکہ وہاں ہے انتم یعنی تم لوگ اور بعد کے لوگ تو اس وقت تھے ہی نہیں وہ اس خطاب میں داخل نہیں لہذا جسے صحابہ کرام ولی یا جنتی کہیں وہی ولی یا جنتی ہو گا نہ کہ ہم لوگ حضرت حکیم الامت نے فرمایا۔ بہت خوب بھر تو ہم لوگوں پر کوئی شرعی حکم نہ رہا کہ تمام احکام قرآنی میں خطاب کے صبیغے ہیں۔ ہم اس وقت موجود نہ تھے صرف صحابہ کرام تھے ان پر سارے احکام بھی تھے۔ اس جواب پر فہست الذی کفر مگر مولوی سرفراز تو ان امام سے بھی دو قدم آگے بڑھ گئے انہوں نے خطاب کا ذکر نہ فرمایا۔ بلکہ المومنون سے مراد صحابہ کرام لئے لہذا خطاب ہوا نہ ہو لفظ ایمان والے اور مومن ان تمام الفاظ میں صحابہ ہی داخل مانے۔

مگر ہمیں کتب دہیں ملا

کار مطلقاں تمام خواہ شد

ان ہی دیوبندیوں کے لئے علامہ اقبال فرماتے ہیں۔ شعر احکام ترے حق ہیں مگر اپنے منہ

تویل سے کر سکتے ہیں قرآن کو پاؤند

مگر تویل شل دور حیرت انداخت

خدا و جبریل د مصطفیٰ را

مسلمانو! خیال رکھو کہ حرام و شرک و کفر تو بڑی سخت چیزیں ہیں۔ صرف کراہت تنزیہی کے لئے بھی دلیل شرعی کی ضرورت ہے کسی چیز کو بغیر دلیل مکہدہ تنزیہی بھی نہیں کہہ سکتے۔ یہ تھکھہ خود وہابیوں کے پیشوا بھی مانتے ہیں۔ چنانچہ دیوبندیوں کے پیشوا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اپنے فتوے رشیدیہ جلد دوم ۱۶۱ میں فرماتے ہیں۔

مگر کراہت تنزیہی کے واسطے دوسری دلیل اثبات کراہت کی حاجت ہوتی ہے فرمائیے سرفراز صاحب آپ تو بغیر کسی دلیل کے حرام و شرک بھی کہہ دیتے ہیں مگر آپ کے پیشوا مولوی رشید احمد صاحب کراہت تنزیہی کے لئے بھی خاص دلیل

ضروری مانتے ہیں۔ اباحت و استحباب کے لئے کسی خاص دلیل کی ضرورت نہیں صرف صالحین مسلمان جس کام کو اچھا جانیں وہ مستحب ہے۔

بدعت

حضرات دیوبند کے مذہب کا مدار صرف دو چیزوں پر ہے ایک شرک دوسرا بدعت شرک و بدعت کا وظیفہ یہ لوگ ایسا جیتے ہیں کہ پناہ بخدا مگر آج تک یہ لوگ معین نہ کر سکے کہ شرک کیا چیز ہے اور بدعت کیا ان کی تعریفوں میں انہوں نے ایسے غوطے کھائے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ سرفراز صاحب نے بھی اپنی کتاب راہ سنت میں اس پر بہت زور دیا ہے چنانچہ انہوں نے صفحہ ۶۷ سے صفحہ ۱۳۰ تک کے اوراق اس کے لئے سیاہ فرمائے ہیں مگر پھر بھی کچھ بنانہ سکے پہلے تو یہ حضرات کہتے تھے کہ جو کام حضور انور ﷺ کے زمانے کے بعد ایجاد ہو وہ بدعت ہے اور ہر بدعت حرام جب ان سے کہا گیا کہ جمع قرآن اور قرآن مجید میں اعراب یعنی زیر زمانہ نبوی کے بعد کی ایجادات ہیں تو فرماتے گئے کہ تین زمانہ یعنی زمانہ صحابہ زمانہ تابعین و تبع تابعین کے بعد جو شے ایجاد ہو وہ بدعت ہے حالانکہ کسی حدیث یا فرمان صحابہ سے یہ ثابت نہیں کہ ان تین زمانہ کی ہر ایجاد سنت ہے اور بعد کی ہر ایجاد بدعت ہے۔ صرف یاروں کی رائے ہے مگر جب پھر عرض کیا گیا کہ موٹر۔ ریل۔ ہوائی جہاز کی سواریاں بہت بعد کی ایجادات ہیں۔ فرماؤ ان کا استعمال حرام ہے یا حلال تو بولے نہیں صاحب جو کام ان تین زمانوں کے بعد ایجاد ہوں اور دینی کام ہوں دنیاوی نہ ہوں وہ بدعت ہیں۔ اس پر ہمارے سرفراز صاحب نے بہت زور دیا ہے اب عرض ہے کہ دینی مدارس کے نصاب مشائخ کے ایجاد کردہ اعمال جیسے پاس انفاں سلطان الازکار یا مذہب حنفی۔ شافعی یا طریقت کے سلسلے قلمی و کلامی۔ نقشبندی بدعت ہیں یا نہیں یہ تو ان تین زمانوں کے بہت بعد کی ایجادات ہیں اور آپ تمام حضرات ان پر کاربند فرماؤ اگر بدعت ہیں تو حرام ہونے چاہئیں تو گئے بغلیں جھانکنے۔ حتیٰ کہ ان کی مشہور کتاب ارداح شش میں تو لکھ دیا گیا کہ احداث فی الدین اور ہے احداث للدين کچھ اور احداث فی الدین حرام ہیں اور احداث للدين حلال گئے فی الدین اور للدين کا فرق نکالنے ہم اپنے رب کے بھروسہ پر پھر اعلان کرتے ہیں کہ یار لوگ چاہے ہزار باقیدیں اپنے گھر سے لگائیں۔ مگر

ان سے بدعت کی جامع مانع تعریف نہ ہو سکی ہے نہ ہو سکے گی سارے دیوبندی گنگوہی جنگلی کو ہی کو اعلان عام ہے کہ بدعت کی ایسی تعریف فرمائیں۔ جس کی زد میں میلاد شریف گیارہویں تو آجولے مگر مدرسہ دیوبند کا نصاب تعلیم رمضان کی تعطیل دستار بندی درست رہے ختم قرآن حرام ہو ختم بخاری جائز انشاء اللہ نہ ہو سکی ہے نہ ہو سکے گی ہے کوئی ایسا کالال دیوبندی جو شرک و بدعت کی جامع مانع تعریف کرے۔ ہمیشہ غوطے ہی کھائیں گے۔ یہ ہے مذہب کی بے اصولی ہم بدعت کے متعلق کتاب جاء الحق حصہ اول کا ایک مضمون نقل کئے دیتے ہیں۔ ناظرین بلکہ خود مولوی سرفراز صاحب فیصلہ فرمائیں کہ کیا وہ اس کا شافی جواب دے سکے ہیں ملاحظہ فرماؤ۔

جاء الحق کی عبارت

آؤ ہم آپ کو دکھائیں کہ اسلام کی کوئی عبادت بدعت حسنہ سے خلل نہیں ایمان مسلمانوں کے بچہ بچہ کو ایمان مجمل ایمان مفصل یاد کرایا جاتا ہے ایمان کی یہ دو قسمیں اور ان کے یہ دو نام بدعت ہیں قرون شش میں ان کا پتہ نہیں کلمہ ہر مسلمان چھ کلمے یاد کرتا ہے یہ چھ کلمے ان کی تعداد ان کی یہ ترتیب بدعت ہے جس کا قرون شش میں پتہ نہ تھا۔

قرآن مجید قرآن شریف کے تیس پارے بنانا اس میں رکوع و اعراب لگانا اس پر سنہری روپکی جلدیں تیار کرنا اسے ہلاک و غیرہ پر چھاپنا یہ سب کچھ بدعت ہے قرون شش میں اس کا پتہ نہیں۔

حدیث شریف احادیث کو کتابی شکل میں جمع کرنا حدیث کی اسنادیں بیان کرنا اسناد پر جرح کرنا حدیث کی قسمیں بنانا۔ صحیح ضعیف مفصل بدلس وغیرہ۔ پھر ان قسموں کی ترتیب کہ اول نمبر حدیث صحیح ہے دوم نمبر حسن۔ سوم نمبر ضعیف۔ پھر ان کے احکام مقرر کرنا کہ حلال و حرام چیزیں حدیث صحیح سے ثابت ہوگی اور فضائل اعمال میں حدیث ضعیف بھی کافی ہے غرض کہ سارا فن حدیث بدعت ہے جس کا ثبوت قرون شش میں نہیں۔

اصول حدیث یہ فن از اول تا آخر بدعت ہے اس کا تو ہم بھی بدعت ہے اس کے تمام قواعد بدعت۔

قعدہ اس پر آج دین کا دائرہ مدار ہے مگر از اول تا آخر یہ بھی بدعت ہے جس کا قرون ثلث میں نام و نشان نہیں۔
اصول قعدہ و علم کلام یہ علوم بھی بدعت ہیں ان کے تمام قواعد و ضوابط سب بدعت کہ قرون ثلث میں ان کا پتہ نہ تھا۔

نماز نماز کی نیت زبان سے کرنا بدعت ہے پھر امامت پر حنواہ مقرر کرنا غلطیہ و تالیین کے مصلوں پر نماز پڑھنا جس پر حرمین طیبیین کے نقشبے ہوں بدعت ہے اسی طرح گمڑی کے اوقات گھنٹہ و منٹ سے نماز و جماعت ادا کرنا بدعت ہے۔

روزہ انظار روزہ کے وقت زبان سے دعا کرنا اللہم لک صمت الخ اور سحری کے وقت زبان سے دعا کرنا اللہم بالصوم لک غلنویت پھر اعلیٰ درجے کے پرائیوٹ شریعت چائے سے روزہ انظار کرنا بدعت ہے۔

زکوٰۃ زکوٰۃ میں سکے رائج الوقت تصویر دار نکالنا بدعت ہے یہ مروجہ سکے قرون ثلث میں نہ تھے۔

جج ریل گاڑی۔ لاری۔ موٹر۔ ہوائی جہاز کے ذریعہ سفر جج کرنا پھر عرقات و منی میں ہوں پر جانا بدعت ہے کہ ان تین زمانوں میں نہ یہ سواریاں تھیں نہ ان کے ذریعہ حج و عمرہ ہوتا تھا۔

طریقہ طریقت کے سارے مشاغل اور تصوف کے سارے اعمال بدعت ہیں سراجے چلے پاس انفاس تصویر شیخ وغیرہ۔ ذکر کے اقسام سب بدعت ہیں جن کا ثبوت قرون ثلث میں نہیں۔

چار سلسلے شریعت و طریقت کے چار سلسلے یعنی۔ حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی۔ یوننی۔ قلادری۔ چشتی۔ نقشبندی سروردی یہ سب بدعت ہیں کوئی صحابی حنفی شافعی یا قلادری نقشبندی نہ تھے۔

جہاد موجودہ زمانہ میں جنگی اسلحہ وہ وہ ایہکار ہو چکا ہے جس کا خیر القرون میں پتہ نہ تھا۔ ہم۔ راکٹ۔ ہوائی جہاز وغیرہ ان سے جہاد کرنا بدعت ہے

دنیاوی چیزیں آج کل دنیا میں وہ چیزیں ایہکار ہو چکی ہیں جن کا خیر القرون میں نام نہ تھا۔ خط۔ لفافے۔ تار۔ ٹیلی فون۔ ریل۔ موٹر۔ ہوائی جہاز وغیرہ ایہکارات اور دوسری

چیزیں جنہیں تمام دنیا استعمال کرتی ہے اور دیوبندی حضرات ان کے ذریعہ عبادات بھی ادا کرتے ہیں۔ برقی پریشوں میں دینی کتب پھپھواتے ہیں ڈاک خانہ سے دینی کتب کا پارسل کرتے ہیں ذرا مہربانی فرما کر سرفراز صاحب ان چیزوں کا ثبوت دیں۔ ان کے متعلق احادیث پیش فرمادیں کہ یہ چیزیں قرون ثلث میں تھیں۔ سرفراز صاحب آپ کو قسم ہے کہ اپنے سارے اگلے پچھلے زندہ مردہ پیشواؤں کو جمع فرما کر ان مذکورہ چیزوں کا ثبوت خیر القرون سے کرا دیں۔ یہ تو آپ سے کیا ہو سکے گا۔ صرف مدرسہ دیوبند کا نصاب تعلیم۔ ایام تعطیل۔ مولویوں کی تنخواہیں اور دورہ ختم کرنے پر دستار بندی کا ثبوت صحاح ستہ یا کسی حدیث سے پیش فرمادیں۔ وادعوا شہداء کم ان کنتم صادقین اور اگر ثبوت پیش نہ کر سکیں تو ان سب چیزوں کو اس طرح حرام و شرک کہیں جیسے آپ میلاد شریف و عرس بزرگان کو حرام و شرک کہتے ہو۔ ثبوت دو۔ ثبوت دو۔ ثبوت دو۔ ورنہ توبہ تحریر کرو۔ حضرت آپ کا وجود نا مسعود بھی بدعت ہے اور آپ سراپا چلتے پھرتے بولتے بدعت ہیں کیونکہ بقول خود آپ بے دین نہیں بلکہ دیدار ہیں اور قرون ثلث میں موجود نہ تھے آپ دینی چیز بھی ہوئے اور بعد کی پیداوار بھی لہذا آپ مجسم بدعت ہیں۔

عجیب لطیفہ

ایک دیوبندی مولوی کسی جگہ نکاح پڑھانے گئے۔ دولہا کے سر پر پھولوں کا سرا تھا فوراً فتویٰ ٹھوٹک دیا کہ یہ حرام ہے سرے کا ثبوت خیر القرون میں نہیں نہ کسی کتاب میں ہے چنانچہ سرا اتار دیا گیا۔ جب نکاح سے فارغ ہوئے تو دولہا کے والد نے مولوی صاحب کو دس روپیہ کا نوٹ نکاح پڑھائی دیا مولوی صاحب نوٹ جیب میں رکھ رہے تھے کہ دولہا نے ہاتھ بکڑ لیا۔ بولا کہ مولوی صاحب نکاح پڑھا کر دس روپیہ کا نوٹ لینا بدعت ہے خیر القرون میں نہ تھا نہ کسی کتاب سے ثبوت ہے اب مولوی صاحب کی سانس پھول گئی کہ آئی ہوئی نقدی پٹلی بولے یہ تو خوشی کی چیز ہے لوگ خوشی سے دیتے ہیں دولہا بولا کہ سرا بھی خوشی کی چیز ہے لوگ خوشی میں بانڈھتے ہیں۔ یہ باتم کے لئے نہیں بانڈھا جاتا آخر کار مولوی صاحب کے ہاتھوں سرا بندھوا گیا۔ تب شریعت سے نوٹ جیب میں پھنسا۔ یہ ہے دیوبندیوں کے شرک و بدعت کی قیمت کہ دس روپیہ میں بدعت مست بین جاتی ہے ہم کو قیمین ہے کہ مولوی سرفراز صاحب بھی نکاح پڑھا کر

رقم لیتے ہوئے ذرا مہربانی فرما کر اس رقم کا ثبوت خیر القرون سے دیں۔ دیوبندیوں کے ہم مذہب نجدی آج ان جلج سے سوا روپیہ روزانہ فیس لیتے ہیں۔ جو مدینہ منورہ میں آٹھ دن سے زیادہ ٹھہریں۔ کیا اس فیس کا ثبوت مولوی سرفراز صاحب خیر القرون سے دے سکتے ہیں۔ کہ حضرات صحابہ کرامؓ نے زائرین مدینہ سے سوا روپیہ روز صرف مدینہ منورہ میں زیادہ ٹھہرنے کا بطور ٹیکس لیا ہو۔ اگر نہیں کر سکتے تو کیا کبھی مولوی صاحب نے اس بدعت کے خلاف قلم اٹھایا ہرگز نہیں یہ تو اپنے گھر کا معاملہ ہے قلم کیسے اٹھائے۔ اب تمام دیوبندیوں کی خیریت اسی میں ہے کہ اپنے اس بے اصولے مذہب سے توبہ کر کے بدعت کی تقسیم مان لیں کہ بعض بدعتیں حسہ ہوتی ہیں بعض سبہ حسہ جائز بلکہ واجب بھی ہوتی ہیں سبہ ممنوع بلکہ کبھی حرام کبھی کفر بھی بدعت کے متعلق پوری بحث کتب جاء الحق حصہ اول میں ملاحظہ فرماؤ جسے دیکھ کر بہت سے دیوبندی ہنس اٹھیں گے۔ مولوی صاحب نے راہ سنت میں وہ ہی اعتراضات کئے ہیں جن کے جوابات جاء الحق میں تفصیل سے دیدیئے ہیں۔ مولوی صاحب نے راہ سنت کے صفحہ ۹۰ پر ارشاد فرمایا ہے اتباع چھ فعل وقول میں ہوتی ہے ویسے ہی ترک میں بھی لفظا جو کام قرون ثلاث میں نہ کئے گئے ہوں ان کا نہ کرنا ضروری ہے مولوی صاحب نے عدم فعل اور ترک فعل میں فرق ہی نہ کیا عدم فعل عدم محض ہے اور ترک فعل عدم ثابت واقعی ترک فعل میں ابتلاء ہے عدم فعل میں ابتلاء نہیں۔ چھوڑ دینا اور ہے نہ کرنا اور اگر نہ کرنا بھی عہدیت ہو تو لازم آئے گا کہ ہم کو ہر وقت کروڑوں عہدیتوں کا ثواب ملا کرے کہ ہم ہر آن کروڑوں گناہ نہیں کرتے بلکہ لازم آئے گا کہ شرابی شراب پیتے وقت بھی شراب کا تو گنگنا ہو مگر اس وقت زنا نہ کرنے چوری نہ کرنے کا ثواب پاتا رہے۔ بزرگوں کا کلام سمجھنے کے لئے علم و ایمان دونوں کی ضرورت ہے جس چیز کی سخت ضرورت ہو اور حضور ﷺ کو وہ مرغوب بھی ہو۔ پھر کبھی نہ کریں یہ ہے ترک۔ اس کا چھوڑنا ضروری ہے جیسے فجر طلوع ہونے کے بعد سوائے سنت فجر اور کوئی نفل حضور نے کبھی نہ پڑھے حالانکہ حضور کو نوافل مرغوب ہیں۔ تو ہم کو بھی نہ پڑھنا چاہئے۔ چنانچہ عتلیہ شرح ہدایہ میں دیکرہ النفل بعد طلوع الفجر کے ماتحت ہے یعنی لا التبرک مع الحرص علی التحرر فضیلة النفل دلیل الکراہۃ نیز صحابہ کرام نے بہت ملک فتح کئے جن میں نمایاں قادسی رومی وغیرہ تھیں۔

وہاں کے لوگ عربی نہ سمجھتے تھے۔ مگر کسی صحابی نے اذان۔ نماز غیر عربی میں ادا نہ کی ضرورت کے بلوجود عربی زبان نہ چھوڑی اس سے معلوم ہوا کہ اذان و نماز غیر عربی میں جائز نہیں یہ ترک دلیل کراہت ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ضرورت کے ہوتے ہوئے کبھی نہ کرنا دلیل کراہت ہے یوں ہی نہ کرنا دلیل کراہت نہیں ورنہ مصیبت آجائے گی مدرسہ دیوبند کا ختم بخاری بھی ختم ہو جائے گا اور اس کی اجرت بھی ختم ہو جائے گی ترک زنا پر ثواب ہے جبکہ اس کے اسباب جمع ہوں نہ کہ عدم زنا پر مولوی سرفراز صاحب نے راہ سنت کے صفحہ ۹۴ پر جو یہ حوالہ در مختار فتاویٰ عجیب فتاویٰ ابراہیم شامی شرح اوراد سے نقل فرمایا کہ ماہ رمضان میں ختم قرآن کے موقعہ پر دعا مانگنا مکروہ مگر یہ نہ بتایا کہ یہ مسئلہ ان کتب کے کس باب میں ہے سوا در مختار کے اور باقی جو کتب بیان فرمائیں وہ سب بھول ہیں نہ خبر کہ ان کے مصنف کون ہیں کس عقیدے کے ہیں اور در مختار ہم نے بہت تلاش کی یہ مسئلہ کہیں نہ ملا اولاً تو یہ مسئلہ وہاں ہے نہیں اگر ہے تو اس کے آگے کچھ وجہ یا تردید ضرور ہوگی مولوی صاحب نے اس قسم کی خیانت بہت کی ہے کہ ناقص عبارات نقل فرمائیں آگے وہاں ہی اس کی تردید موجود ہے مگر وہ نقل نہ کی سرفراز خاں صاحب در مختار کا باب فصل نقل فرماویں جہاں یہ مسئلہ موجود ہو جاء الحق حصہ اول میں بحوالہ تفسیر روح البیان اور کتاب الاذکار مصنف امام نووی سے نقل کیا گیا ہے کہ ختم قرآن کے وقت جو دعا مانگی جاوے اس پر چار ہزار فرشتے آمین کہتے ہیں اور اگر ختم قرآن ماہ رمضان میں ہو تو سبحان اللہ کہ قرآن کے ساتھ رمضان کی برکتیں بھی شامل ہوگی تمام علماء و صلحاء اولیا ان موقعوں پر دعائیں مانگتے ہیں عمل امت بھی بہت قوی دلیل ہوتی ہے اور در مختار و رد المحتار نے تو دفن بیت کی بحث میں ایصل ثواب پر مستقل بحث کی ہے کہ سورہ فاتحہ اور قلل ثلاث سورہ پڑھ کر کے کہ الہی ان آیات کا ثواب قلل کو عطا فرما وغیرہ مگر مولوی صاحب کو یہ عبارات نظر نہ آئیں۔ مولوی صاحب فرماویں کہ ختم قرآن پر دعا کرنا اس لئے منع ہے کہ حضرات صحابہ کرام سے ثابت نہیں تو ختم بخاری کرنا اور اس ختم پر دعا کرنا کیوں جائز ہے یہ ختم بخاری صحابہ کرام سے کب ثابت ہے۔ مدرسہ دیوبند میں یہ رواج کیوں ہے اور فتاویٰ رشیدیہ میں اس کا حکم کیوں دیا گیا۔ مولوی صاحب نے راہ سنت کے صفحہ ۹۴ پر فرمایا کہ عید کے دن نماز عید سے پہلے نوافل نہ پڑھے۔ کیوں؟ اس لئے کہ حضور ﷺ

اور صحابہ کرام نے نہ پڑھے۔ نتیجہ نکلا کہ جو کلام وہ حضرات نہ کریں وہ ممنوع ہوتا ہے۔ اس پر ہدایہ کی عبارت نقل فرمائی۔ مگر ہدایہ کی اس عبارت میں صاحب پر جو عنایت نے حاشیہ لکھا وہ نہ پڑھا۔ وہاں یوں ہے۔

وقد ورد النهی والا نكار في ذلك
والانكار في ذلك عن الصحابة
كثير روى عن ابن مسعود
وحذيفة اتهمها فانها النكس عن
الصلوة قبل الامام يوم الفطر
اس بارے میں صحابہ کرام سے انکار و ممانعت
بست ثابت ہے چنانچہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود
اور حضرت حذیفہ سے ثابت ہے کہ وہ دونوں
حضرات کھڑے ہوئے اور لوگوں کو عید الفطر کے
دن امام سے پہلے نفل پڑھنے سے منع فرمایا۔

اس سے معلوم ہوا کہ نماز عید سے پہلے نفل کی کراہت عدم فعل کی وجہ سے
نہیں بلکہ ترک اور انکار کی وجہ سے ہے ترک اور پہیز ہے انکار دوسری چیز عدم فعل
دلیل کراہت نہیں ترک فعل دلیل کراہت ہو سکتی ہے۔ فرمائیے اگر کوئی شخص عام
حالات میں نماز اشراق و چاشت کے درمیان کوئی نوافل پڑھے۔ رضا الہی کے لئے کیا
اسے منع کیا جاوے گا۔ ہرگز نہیں اس ہی راہ سنت کے صفحہ ۹۳ پر ارشاد فرماتے ہیں کہ
نماز ر غائب جو رجب میں پڑھی جاتی ہے صرف اس لئے ممنوع ہے کہ حضور ﷺ و
صحابہ سے ثابت نہیں یہاں بھی مولوی صاحب نے سخت خیانت سے کلام لیا نماز ر غائب
کو فقہاء منع نہیں کرتے۔ بلکہ ان نوافل کو بالکلہ اہتمام کے ساتھ باجماعت پڑھنے کو
ممنوع کہتے ہیں کیونکہ نوافل کے لئے جماعت کا اہتمام ممنوع ہے اس لئے مولوی
صاحب نے ممانعت کی عبارت نقل نہ کی بلکہ دلیل نقل فرمائی۔ یہ ہے مجملہ خیانت
ہم جیسے اصل عبارت سنئے روا المختار بحث نوافل میں احیاء لیلۃ العیدین کے ماتحت
فرماتے ہیں۔

ومن همينا يعلم كراهية
الاجتماع على صلوة في
الغائب اللتي تفعل في رجب
في اول جمعة منه وانه بدعة وما
يحتاله ابل الروم من نذر
هالنخرج من النفل والكراهية
فباطل
یہاں سے پتہ نکلا کہ نماز ر غائب جو رجب
کے پہلے جمعہ کو پڑھی جاتی ہے۔ اس کے
لئے مجمع کرنا بدعت ہے اور رومی لوگ جو
اس کی جماعت کا حیلہ یہ کرتے ہیں کہ
اسکی نذر بیان لیتے ہیں تاکہ نفل و کراہیت
سے بچ جاوے باطل ہے۔

کہنے کچھ آنکھیں کھلیں دھوکہ دینا بڑی بری بات ہے۔ فقہاء عیدین کی
راتوں میں جانے نوافل پڑھنے کو منع نہیں کرتے۔ اسی طرح رجب یعنی نماز ر غائب
کو کیوں منع فرمائیں۔ ان نوافل کی جماعت کو ممنوع قرار دیتے ہیں کیونکہ سوائے
خاص نوافل کے باقی نوافل کے لئے جماعت کا اہتمام مکروہ ہے حتیٰ کہ نماز تہجد بھی
باجماعت ادا نہ کرے۔

بڑا بھاری فریب

مولوی صاحب نے عالمگیری کی ایک عبارت راہ سنت کے صفحہ ۹۴ پر نقل کی۔
قراءة الكافرون الى الانحر مع
الجمع مكروبة لانها بدعة لم
ينقل ذلك عن الصحابة
والتابعين
سورہ کافرون سے آخر تک مجمع کے ساتھ
پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ یہ بدعت ہے صحابہ
کرام یا تابعین سے منقول نہیں۔

مولوی صاحب نے امت رسول کو دھوکہ دیا کہ جو عام ختم میں قل یا ایہا
الکافرون سے الحمد شریف تک پڑھ کر ایصال ثواب کرتے ہو یہ فقہاء کے نزدیک ممنوع
ہے مسلمانو! بولو کیسا دھوکا اور دجل و فریب دیا یہاں لفظ الجمع کو نظر انداز کر دیا عالمگیری
میں فرمایا یہ وہ ہیں کہ تمام لوگوں کا مل کر یہ آواز بلند یہ سورہ میں پڑھنا ممنوع ہے حکم
قرآنی کے خلاف ہے یا تو ایک شخص پڑھے دوسرے سنیں یا سب اپنے دل میں پڑھیں
رہ فرماتا ہے۔

واذا قرء القرآن فاستمعوا له
والانصتوا لعلکم ترحمونی

خبر سے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم ہو۔

ورنہ اسی بحث میں یعنی کتب الکراہیہ میں صفحہ ۳۱۷ پر ہے۔

قوم یجنمعون ویقرون الفاتحة جو قوم جمع لگا کر دعا کی نیت سے سورہ فاتحہ
جہرا دعاء لایمنعون عادة بلند آواز سے پڑھے انہیں منع نہ کر لیکن
والاولی المخافنة بہتر ہے آہستہ پڑھنا

معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن کا حکم اور ہے دعا بالقرآن کا حکم کچھ اور تلاوت تو
آہستہ کی جائے سب لوگ بلند آواز سے نہ پڑھیں۔ مگر دعا بالقرآن یا تعلیم قرآن بلند
آواز سے جائز ہے۔ ابھی ہم شامی در مختار کی عبارتیں نقل کر چکے کہ وہ حضرات ایصال
ثواب کا طریقہ بتا رہے ہیں کہ فلاں فلاں سورت پڑھے پھر کے خدایا ان کا ثواب فلاں
کو پہنچے۔ مولوی صاحب اس طرح دھوکا بازیوں جھوٹ۔ فریب خیانتوں سے دیوبندیّت
ثابت نہیں ہو سکتی۔ اس لئے تمہارے یہ فتویٰ فنا ہو چکے مسلمانوں میں عام رواج ہے
ایصال ثواب کا اور انشاء اللہ رہے گا ہاں تمہارے مرے بعد تمہیں کوئی کچھ پڑھ کر نہ
بخشنے کا دیکھ لو آج تمہارے بزرگوں کو نہ کوئی ایصال ثواب کرتا ہے نہ کوئی یاد کرتا ہے
تم خود مسلمانوں کے ایصال ثواب سے محروم رہو گے۔

ایک اور دھوکہ

راہ سنت میں صفحہ ۳۲ پر بیان کیا کہ فتویٰ قاضی خلیفہ میں ہے کہ ذکر بالہر حرام
ہے اس لئے کہ حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ نے ایک جماعت کو دیکھا کہ وہ مسجد میں جمع
ہو کر یہ آواز بلند تسبیح تلیل اور درود شریف پڑھ رہی ہے تو آپ نے فرمایا کہ یہ چیز
زمانہ نبوی میں نہ تھی میں تم کو بدعتی سمجھتا ہوں آپ یہ فرماتے رہے یہاں تک کہ
انہیں مسجد سے نکلوا دیا۔ اس حدیث سے مولوی سرفراز صاحب نے نتیجہ یہ نکالا کہ ذکر
بالہر وغیرہ اس لئے حرام ہے کہ یہ بدعت ہے لہذا میلاد گیارہویں وغیرہ بھی بدعت
ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔ یہ ہے مولوی سرفراز صاحب کا نفعہ مگر مولوی صاحب
نے یہ خیال نہ فرمایا کہ اس دلیل سے تو ان کا مذہب ہی ختم ہو گیا اولاً تو اس لئے کہ دیو
بندیوں نجدیوں کے ہاں بدعت وہ کام ہے جو قرون ثلاثہ زمانہ نبوی۔ زمانہ صحابہ

تاہمیں تیج تاہمیں کے بعد ایجلا ہوا ان زمانوں میں سے کسی زمانہ کی ایجلاوت بدعت نہیں
سنت ہے خیر القرون والی حدیث ان کی دلیل ہے جبکہ یہ ذکر بالہر زمانہ صحابہ میں ہو چکا
ہے اور ذکر کرنے والے حضرات صحابہ و تابعین ہیں تو یہ کام بدعت کیونکر ہوا یہ تو سنت
صحابہ یا سنت تابعین ہونا چاہئے دوسرے اس لئے کہ جب ذکر بالہر اور درود شریف
مسجدوں میں حرام ہوا تو مسجدوں میں دیوبندیوں کے دینی یا سیاسی جلسے ان جلسوں میں
فلاں صاحب زندہ ہوا کے لئے لاؤڈ سپیکر پر امامت نماز اور عین فجر کے وقت مسجدوں
میں لاؤڈ سپیکر پر درس قرآن جس کی آواز دو دو میل پہنچے اور تمام شرکی نمازیں برپا
ہوں کہ ہر جگہ نمازیں ہو رہی ہیں مگر دیوبندیوں کی مسجد سے لاؤڈ سپیکر پر درس کے بھانڈ
شرک اور کفر تقسیم ہو رہا ہے۔ یہ کیونکر جائز ہوا کیا یہ کام کرتے وقت دیوبندی
نجدی حضرت ابن مسعود کلیہ۔ قول بھول جاتے ہیں۔ تیسرے اس لئے کہ جاء الحق
حصہ اول میں مسلم و بخاری شریف کی احادیث سے ثابت کیا گیا ہے کہ نماز گئے بعد ذکر
بالہر زمانہ نبوی و زمانہ صحابہ میں عام مروج تھا۔ نمازوں کے بعد خود حضور انور ﷺ اور
تمام صحابہ اتنی اونچی آواز سے ذکر اللہ کرتے تھے کہ تمام محلہ گونج پاتا تھا۔ گھروں کی
عورتیں بچے سمجھ جاتے تھے کہ جماعت نماز ختم ہو گئی تو کیا حضرت ابن مسعودؓ کو یہ
واقعات بالکل معلوم نہ ہوئے جو آپ نے اس ذکر کو بدعت فرما کر ذاکرین کو مسجد سے
نکلوا دیا مولوی صاحب کار خیر کو روکنے کے شوق میں اندھا دھند احادیث پیش نہ کیا
کہ۔ آپ نے اپنے باطل زعم میں انکار کی حدیث کو تو یہ سرو چشم قبول کر لیا ثبوت کی
حدیث سے آنکھیں کیوں بند کر لیں اب اپنی پیش کردہ حدیث حضرت ابن مسعودؓ کا
جواب سنو یہ جواب میں نہیں دیتا بلکہ علامہ شامی دیتے ہیں علامہ شامی فرماتے ہیں۔

واما رفع الصوت بالذکر اونی آواز سے ذکر بالکل جائز ہے جیسا کہ
فجائزکما فی الاذان والخطبة اذان و خطبہ وجہ رنج میں ہوتا ہے۔ اور یہ
والجمعة والحج وقد حرر المسئلة مسئلہ فتاویٰ خیرہ میں صاف کر دیا گیا ہے اور
فی الخیرة وحمل ما فی فتاویٰ فتاویٰ قاضی خلیفہ میں جو ممانعت ہے وہ
قاضی خلیفہ علی الجہر الممنوع نقصان دہ جہر پر محمول ہے۔

لیجئے مسئلہ واضح ہو گیا کہ وہ ذکر بالہر ممنوع ہے جس سے باجماعت نمازیوں کو
تکلیف ہو کہ جماعت اولی ہو رہی ہے اور یہ شخص ذکر بالہر کر رہا ہے۔ جس سے

لوگوں کی نمازوں میں ظلم پڑتا ہے جیسے آج کل نجدی دیوبندیوں کے فجر کے وقت کے لاؤڈ سپیکر پر درس جو تمام شر کے نمازیوں کی نماز خراب کرتے ہیں یہ ہی حضرت ابن مسعود کی مراد ہے اور آپ نے اسی جہ سے منع فرمایا۔ یہ ہی برا ہے اس قسم کے جہر کو ہم بھی ممنوع کہتے ہیں جیسے کہ جاء الحق میں اس کی تصریح ہے فرماؤ مولوی صاحب آنکھیں کھلیں کیوں مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہو۔ خیال رہے کہ حضور ﷺ کے زمانہ کی ایہلوات کو بدعت نہیں کہا جاتا۔ کیونکہ وہ زمانہ بدعت کا نہیں اچھی ایہلوات کو سنت کہا جاویگا بری ایہلوات بری ہیں۔ مگر بدعت نہیں دیکھو۔ مسجد خزار کعبہ یمانیہ میلہ کذاب کا دعویٰ نبوت یہ چیزیں حضور کے زمانہ میں ایہلو ہوئیں۔ اگرچہ بری تھیں۔ حضور نے انہیں مٹا دیا مگر انہیں بدعت منسبہ نہ فرمایا۔ اسی طرح اگر زمانہ صحابہ کی ایہلوات سنت ہوئیں بدعت نہ ہوتیں تو حضرت ابن مسعود اسے بدعت بھی نہ فرماتے۔ اس بدعت فرمانے سے دیوبندی مذہب کا بیڑا غرق ہو گیا۔ جیسے زمانہ صحابہ کی بری ایہلو بدعت منسبہ ہے ایسے ہی اس زمانہ کی اچھی ایہلوات بدعت حسنہ ہیں یہ تقسیم کی بہترین دلیل ہے مولوی سرفراز صاحب مع اپنے نجدی کتبہ کے اس کا جواب دیں انشاء اللہ تا قیامت نہ دے سکیں گے۔

ایک اور فریب

راہ سنت میں مولوی سرفراز صاحب نے ایک روایت نقل کی کہ حضرت علیؑ نے کسی کو عید کے دن نماز عید سے پہلے نفل پڑھنے دیکھا تو اسے منع فرمایا۔ اس شخص نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نماز پر عذاب نہیں دیتا۔ تو آپ نے فرمایا کہ جو کام حضور ﷺ نے نہ کیا ہو اللہ اس پر ثواب نہیں دیتا تیری نماز عیث ہے اور عیث کام حرام تو نے نبی ﷺ کی مخالفت کی۔ اس روایت سے مولوی صاحب نے یہ ثابت کیلئے کام حضور انور ﷺ نے نہ کیا ہو وہ حرام ہے کہ بدعت ہے لہذا میلاد و فاتحہ وغیرہ بدعت ہے مولوی صاحب نے یہ خیال نہ فرمایا کہ اس حدیث نے ان کا مذہب ختم کر دیا کیونکہ ان کے ہاں بدعت وہ ہے جو خیر القرون یعنی زمانہ صحابہ تابعین و طبع تابعین کے بعد ایہلو ہو اور اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ جو کام حضور ﷺ کے بعد کیا جاوے وہ بھی بدعت ہے اس سے تو ان کے مذہب کی عمارت ہی منہدم ہو گئی کہ ایہلوات صحابہ سب بدعت ہو گئیں جس کام کو انہوں نے بغیر انکار کیا وہ بدعت حسنہ ہے اور جس پر

انہوں نے انکار کر دیا وہ بدعت منسبہ ہے فقہا نماز عید سے پہلے نوافل کو مکروہ کہتے ہیں وجہ ظاہر ہے کہ حضرات صحابہ نے اس کو منع فرمایا ممانعت دلیل کراہت ہے لہذا یہ حدیث ہماری دلیل ہے نہ کہ ان دیوبندیوں کی

میلاد شریف

جاء الحق حصہ اول میں میلاد شریف کے استحباب پر بہت قوی دلائل قائم کئے گئے اور ثابت کیا گیا کہ اصل میلاد شریف سنت الہیہ سنت ملائکہ سنت انبیاء سنت رسول اللہ ﷺ سنت صحابہ اور سنت عام مومنین ہے مگر مولوی سرفراز صاحب اس سے بہت چڑتے ہیں خود لاکھوں بدعتیں کرتے ہیں مگر اسے بدعت کہہ کر حرام قرار دیتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میلاد شریف کا موجد ایک بادشاہ مظفر الدین کو کری اریل والا تھا جو بڑا سرف اور بے دین تھا۔ ہاں مولوی صاحب اس کی بڑی بے دینی یہ تھی کہ حضور انور ﷺ کے احترام پر مل خرچ کر کے لوگوں کو حضور کے صفات عالیہ سنو اتا تھا۔ بھلا حضور ﷺ کا نعت گو اور نعت خواں آپ کے ہاں کیونکر گردن زدنی مجرم نہ ہو ہاں آپ کے ہاں محمد ابن عبد الوہاب نجدی بڑا بزرگ و پیشوا ہے جس نے ہزار ہا اہل حرمین کو بلا قصور بدعتی کر ڈالا۔ آپ لوگ اس کی بہت تعریفیں کرتے ہیں کیوں نہ کریں وہ دشمن رسول جو تھا جس کو حضور سے عداوت ہو وہ آپ کی آنکھ کا تارا ہے۔

نوریاں مرئوریاں را طالب اند ناریاں مرئوریاں را جلاب اند

جنت اگر شلہ اریل سرف بھی ہو تب بھی اس کا یہ عمل بہت اچھا تھا فرعون کافر تھا مگر اس کی ایہلو کردہ پختہ اینٹ اچھی ہے جس سے آج مساجد مدارس تعمیر ہو رہے ہیں جلال ابن یوسف اگرچہ ظالم و جابر فاسق و فاجر تھا۔ مگر اس کا بنایا ہوا کعبہ معظمہ اچھا تھا اور اس کے لگائے ہوئے اعراب قرآن اچھے ہیں موجد کے برے ہونے سے ایہلوات کا برا ہونا لازم نہیں خصوصاً جبکہ میلاد شریف کو عادت المسلمین علما فقہاء صوفیاء بہت باہرکت سمجھتے ہیں اور ایک مدت تک آپ کے مولوی اشرف علی صاحب بھی کانپور میں اسے کرتے رہے اور آپ تمام دیوبندیوں کے پیشوا حاکمی امداد اللہ صاحب بھی اسے کرتے رہے۔ اسے حبرک جانتے رہے اس لطف و برکت حاصل کرتے رہے۔ اور شلہ ولی اللہ و شاہ عبد العزیز صاحبان بھی اسے اچھا سمجھ کر اس پر عامل

رہے۔ دیکھئے ہمارے مولوی سرفراز صاحب ان بزرگوں پر کیا فتویٰ جڑتے ہیں یا کہ یہ شرک و کفر و بدعت کی شرعی ہمارے لئے ہی ہے یا اپنے لوگوں پر بھی یہ مرہانی فرماتے ہیں

زیارت قبور

مولوی سرفراز صاحب راہ سنت کے صفحہ ۲۳ پر بحوالہ شہ ولی اللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ جو شخص خواجہ اجیری چشتی کے قبر پر یا سلاار مسعود غازی کی قبر یا ان کی مانند کسی اور قبر پر اس لئے گیا کہ وہیں دعا کرے گا اور اس کی دعا وہیں قبول ہوگی تو اس نے ایسا گناہ کیا جو گناہ قتل اور زنا سے بھی بدترین گناہ ہے۔ مسلمانوں غور کرو کہ دیوبندی فرستے کے نزدیک کسی بزرگ کے مزار پر حاضر ہو کر ان کے توسل سے خدا تعالیٰ سے دعا کرنا بھی قتل و زنا سے زیادہ گناہ ہے اب ہم بتاتے ہیں کہ مولوی سرفراز صاحب کے فتوے کی زد میں کون کون آتے ہیں اس فتوے نے تو قرآن مجید و احادیث صحیحہ پر ایسی کاری چوٹ ماری کہ غضب ہی ہو گیا۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔

ولوانہم اذ ظلموا انفسہم جاء
واکذا فاستغفروا لله واستغفر لہم
الرسول لوجودہ اللہ نوباً
سفاش فرمایوں تو اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول
کرنے والا مہربان پائیں گے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مغفرت کا ذریعہ یہ ہے کہ مجرم اس کے محبوب کے آستانہ پر حاضر ہو کر دعا کرے اور حضور ﷺ اس کی سفارش فرمایوں یہ حکم تا قیامت جاری ہے اس لئے فقہا فرماتے ہیں کہ اب بھی زائرِ مومنہ اقدس پر جب حاضر ہو تو یہ آیت کریمہ تلاوت کرے پھر صلوٰۃ و سلام اور عرض و معروض طلب شفاعت وغیرہ کرے اس پر سارے مسلمانوں کا آج بھی عمل ہے مولوی سرفراز کے ہاں تمام حجاجِ روضہ اقدس پر حاضر ہوتے ہی ظالم قاتل زانی سے بدتر ہو جاتے ہیں رب تعالیٰ فرماتا ہے۔

ادخلوا الباب سجداً وقولوا حطۃ
نغفر لکم خطایا کم و سنزید
المحسنین
اے اسرائیلیوں! دروازہ شہر میں سجدہ کرتے جاؤ اور کہو معافی دے ہم تمہاری تمام خطائیں بخش دیں گے اور نیکو کاروں کو زیادہ دیں گے۔

بنی اسرائیل کو میدان تیر سے نکلنے وقت ہدایت دی گئی تھی کہ شہریت المقدس میں سجدہ کنیں جاؤ اور وہیں توبہ کرو تب معاف کریں گے کیوں اس لئے کہ اس شہر میں قبور انبیاء ہیں مولوی سرفراز صاحب کے فتوے سے رب تعالیٰ نے ان اسرائیلیوں کو ایسی خطا کا حکم دیا جو زنا و قتل سے بدتر ہے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے لوگوں نے بارش نہ ہونے کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا میرے حجرے کی یعنی روضہ رسول ﷺ کی چھت کھولو و چھت کھولتے ہی بارش آئی (مشکوٰۃ شریف باب الکرامات) مولوی سرفراز صاحب کے فتوے سے ام المومنین نے ان حضرات کو ایسے گناہ کا حکم دیا جو قتل و زنا سے بدتر ہے۔ ہم پہلے عرض کر چکے کہ خود دیوبندی فرقہ اپنے مولوی محمد یعقوب نانوتوی کی قبر کی مٹی کو خاک شفا سمجھتا ہے کہ جو ان کی قبر کی مٹی بازو میں باندھتا تھا اسے لیبریا سے شفا ہو جاتی تھی دیکھو دیوبندیوں کی کتاب ارواحِ مشک فرمائیے مولوی صاحب کیا نانوتہ کے دیوبندی ایسا جرم کرتے تھے۔ جو قتل و زنا سے بدتر ہے مولوی صاحب لاکھ کوشش کرو ہزار فتوے لگاؤ اللہ والوں کی قبور کے میلے مدینہ پاک پر زائرین کی بھیڑ تمہاری کوششوں سے کم نہ ہوگی۔ جب انہیں خدا بڑھائے وہ تمہارے گھنائے گھٹ سکتے نہیں۔

چراغے را کہ ایزد بر فرد زد
کے کہ تفت زند ریش بسوزد

تم نے تو رب تعالیٰ سے مقابلہ کی ٹھانی ہے۔

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے یہ گھنائیں اسے منظور برصا تیرا

ہاں انشاء اللہ تمہیں مرے بعد کوئی یاد نہ کرے گا نہ تمہاری قبروں پر کوئی فاتحہ پڑھے آج تمہارے مولوی اشرف علی ظلیل احمد وغیرہ کو کوئی ایک بار سورہ فاتحہ پڑھ کر بھی نہیں بخشا علی مقولہ ہے من حفر لاخیرہ وقع فیہ جو دو سرہیں لئے گڑھا کھودتا ہے خود ہی اس میں گرنا ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب مجھے

کوئی حاجت درپیش ہوتی ہے تو میں امام اعظم ابو حنیفہؒ کی قبر انور پر حاضر ہو کر دو رکعت نفل پڑھتا ہوں اور انکی قبر شریف کے پاس اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں تو میری حاجت بہت جلد پوری ہو جاتی ہے (شامی جلد اول) صفحہ ۵۱) غور کرو کہ امام شافعیؒ قضاء حاجت کی دعا کے لئے فلسطین سے سفر کر کے بغداد شریف حاضر ہوتے ہیں امام اعظمؒ پیچھے کے مزار پر انوار پر حاضری دے کر وہاں ہی رب سے دعا کرتے ہیں اور رب تعالیٰ ان کی دعا قبول فرماتا ہے مگر اس زمانہ کے مولوی سرفراز صاحب کے ہاں کسی بزرگ کے مزار پر حاضری دے کر رب تعالیٰ سے دعا کرنا قاتل گردن زہنی جرم ہے کیونکہ زنا و قتل سے بدتر ہے کیا مولوی سرفراز صاحب حضرت امام شافعیؒ کو زانی قاتل سے بدتر مجرم قرار دیتے ہیں ذرا ہوش سے جواب دیں۔ مگر مولوی صاحب سے کوئی بعید نہیں کہ وہ حضرت امام شافعیؒ پر بھی فتویٰ جڑ دیں کہ دیوبندیوں کے نزدیک ان کی منہی بھر جماعت کے سوا سارے مسلمان مشرک و کافر ہیں ان کے ہاں کفر شرک مولیٰ کا جڑ سے بھی سستا ہے۔

مسلمانوں کی قبریں ڈھانا

ہمارے خاں صاحب گکھڑوی کو بزرگان دین کے مزارات پختہ اور ان پر تہ بہت ہی برے لگتے ہیں آپ نے اپنی کتاب راہ سنت میں ان کے ڈھائیے جانے پر بہت ہی زور دیا ہے حتیٰ کہ اس پر صفحہ ۱۷۰ سے صفحہ ۱۸۲ تک صفحات کالے کر ڈالے ہیں اور صفحہ ۱۷۱ پر تو حکم دیا ہے کہ قبروں کے پاس جو مسجدیں تعمیر کر دی جالیں۔ ان کا گرا دینا بھی واجب ہے۔ کیونکہ مسجد ضرار بھی آخر مسجد ہی کے نام سے تعمیر کی گئی تھی مگر قرآن پڑھنے والے اس کے حشرے سے آگاہ ہیں یہ ہے فتویٰ ہمارے نجدی مولوی سرفراز صاحب کا اس فتویٰ کا نتیجہ یہ ہے کہ۔

نمبر ۱۔ روزہ رسول ﷺ کا ڈھانا واجب ہے کہ یہ بھی قبر پر تہ ہے۔

نمبر ۲۔ مسجد نبوی شریف زادبا اللہ شرفاً وعظمتہؐ کا ان کے نزدیک ڈھانا واجب ہے کہ یہ مسجد بھی قبروں کے پاس ہے یعنی حضور ﷺ حضرت صدیق اکبر و اطہر و حضرت فاروق اعظم کے مزار پر انوار کے پاس ہے۔

نمبر ۳۔ بغداد مقدس اخیر شریف لاہور۔ پاک چین۔ کلیر شریف۔ وغیرہ ہم تمام مقلات کے مزارات اور ان مزارات کے پاس کی مساجد ڈھا دینا واجب ہے کہ ان مزارات پر عمارت ہیں اور یہ مسجدیں قبروں کے پاس کی مسجدیں ہیں

نمبر ۴۔ ہالی پاکستان قائد اعظم کا مزار اور اس کے متصل مسجد ان کے نزدیک واجب الہدم ہے۔

نمبر ۵۔ احتشام الحق صاحب دیوبندی مولوی صاحب کے نزدیک یا کافر و مرتد ہیں یا کم از کم فاسق ملعون کہ انہوں نے قائد اعظم کے مزار کا سنگ بنیاد رکھنے کے اجتماع میں شرکت کی اور اس تعمیر کو اچھا کام بتایا اور گزشتہ حکومتوں پر اس لئے عتاب کیا کہ انہوں نے اس کار خیر میں تاخیر کی۔

مولوی سرفراز صاحب کا کھلا دھوکا۔

مولوی صاحب نے اپنی کتاب راہ سنت کے صفحہ ۱۸۰ پر مسلم شریف کی ایک حدیث بروایت ثمامہ ابن شقی رحمۃ اللہ علیہ نقل کی جس کے الفاظ یہ ہیں۔

قال کنامع فضالة ابن عبیدہ ہم حضرت فضالہ ابن عبیدہ کے ساتھ روم کی بارض الروم بردوس فتوفی سرزمین بردوس کے مقام پر تھے کہ ہمارا صاحب لنا فامر فضالہ بقبرہ ایک ساتھی فوت ہو گیا۔ حضرت فضالہ نے فسوی ثم قال سمعت رسول ان کی قبر کو برابر رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ میں نے رسول ﷺ کو سنا کہ آپ نے امر بنسوتیہا قبروں کو برابر کرنے کا حکم دیا۔

مولوی صاحب نے اس حدیث سے دھوکہ دیا ہے کہ وہاں ایک قبر انجی بنا دی گئی تھی تو حضرت فضالہؒ نے اسے ڈھا کر دوسری قبروں کے برابر کر دی حالانکہ نہ یہ اس حدیث کا ترجمہ ہے نہ اس سے مانوڑ ہے۔ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام خود ہی اولاً قبر ناجائز بلکہ خلاف سنت بنائیں اور پھر خود ہی ڈھائیں بلکہ یہی تو فرمایا گیا کہ اول ہی سے وہ قبر مطابق سنت کے رکھی گئی اس کی تصریح بیانی کی روایت ہے۔

جملہ الفاظ یہ ہیں۔

فنوفی ابن عم لی یقال له نافع
ابن عبید فقام فضالہ فی حفرة
فلما دفناه قال خففوعنه
التراب فان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کان بامرنا بنسویۃ
القبور کا حکم دیا۔

صاف معلوم ہوا کہ یہ قبر اول ہی سے بقدر مسنون رکھی گئی تھی۔ یہ نہ ہوا تھا کہ
اولا تو اونچی بنا دی گئی بعد میں ڈھائی گئی مولوی صاحب کا اس حدیث سے قبور ڈھانے کا جواز
بلکہ حکم ثابت کرنا حدیث پر ظلم ہی ہے۔ ہم بھی کہتے ہیں کہ مسلمان کی قبر ایک
باشت رکھی جاوے یہ ہی سنت ہے لیکن ساتھ ہی ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر کسی
مسلمان کی قبر ظراف سنت اونچی بن گئی ہو تو بعد میں اسے ڈھایا نہ جاوے کہ اب اس
ڈھانے میں مومن کی توہین ہے۔ جیسے قرآن شریف اول سے ہی بڑی تفتیح کا چھلپا
جاوے۔ لیکن اگر پھوٹی تفتیح پر چھپ گیا ہو تو طبع شدہ مائل جلائی نہ جاوے کہ اس
میں قرآن مجید کی توہین ہے مسلمانوں یہ ہے دیوبندیوں کی دھوکا بازی کہ اپنے مذہب باطل
کی تائید کرنے کے لئے کیسے کیسے دھوکے جعل سازیاں کرتے ہیں رب کی پناہ افسوس
ہے کہ مولوی صاحب نے اس حدیث کے ذریعہ کھینچ کر مسلمانوں کی قبریں ڈھانے
کا جواز ثابت کیا مگر مولوی صاحب کو بخاری شریف کی حضرت خارجہ کی روایت نظر نہ
آئی کہ وہ فرماتے ہیں کہ ہم میں بڑا پہلوان وہ تھا جو حضرت عثمان ابن عفان کی قبر کو
پھلانگ جاتا اور یہ اونچی قبر خود حضور ﷺ ہی نے بنوائی تھی۔ مولوی صاحب ہوش کی
بیو ان احادیث سے تو مظلوم ہوا کہ عوام کی قبور ایک باشت سے زیادہ نہ ہوں خواص
کے مزارات کچھ اونچے بھی ہو سکتے ہیں۔

لطیفہ

مولوی سرفراز صاحب نے اس بحث میں یہ تو حکم دے دیا کہ مسلمانوں کی پختہ و
اونچی قبریں ڈھلادی جاویں بلکہ یہاں تک فرما دیا کہ بزرگوں کے مزارات کے پاس جو
مسجدیں بنادی گئی ہیں وہ مسجدیں بھی ڈھا کر پیوند زمین کردی جاویں۔ مگر آخر میں ہوش
آیا کہ خود مجھ میں تو اس کار خیر کی ہمت نہیں اگر کسی سر پھرے دیوبندی نے میرے

اس فتوے پر عمل کر لیا اور وہ مسلم قوم کی پکڑ اور قانونی گرفت میں آگیا اور اس نے
پہری میں اپنے اس فعل کی ذمہ داری مجھ پر ڈالی اور میری یہ کتاب پیش کردی تو میں
بھی دھریا جاؤنگا۔ اس لئے قانون و قوی گرفت سے بچتے ہوئے آخر میں آپ نے یہ
مبارت تحریر فرمادی۔

لوٹ ضروری قبروں پر قیوں اور گنبدوں کا کرنا صحیح احادیث اور اقوال فقہاء سے
ثابت ہے مگر یہ بات اچھی طرح ملحوظ خاطر رہے کہ یہ کام سلطان اسلام اور اسلامی
حکومت کا ہے انفرادی طور پر افراد کا یہ کام نہیں ہے اس لئے عوام کو قانون اپنے ہاتھ
میں لینے کی ہرگز گنجائش نہیں یہ ہے ان کی ہمت کہ قلم و زبان میں بہت زور ہے مگر
برہنہ کا یہ عالم ہے کہ اپنے فتوے پر عمل کرتے ہوئے دل گھٹاتا ہے۔ آپ کا یہ
فرمان کس آیت و حدیث سے مستنبط ہے کہ قبریں حکومت اسلامیہ ڈھانے دوسرا نہ
ڈھائے۔ جب یہ کام برا ہے تو ہر مسلمان اسے مٹائے حکومت کی قید کماں سے لگی اور
اگر حکومت کی قید تھی تو ابھی کچھ عرصہ پہلے گورنوالہ کے وہابیوں نے مسلمانوں کی
قبریں کیوں ڈھلادیں تھیں۔ اور آپ کے احتشام الحق جو حکومت میں تھے ہوئے
ہیں قائد اعظم کی قبر پر قبہ بنانے کی کیوں تاکید کرتے ہیں لہذا بقولون مالا نفعلون
معلوم ہوا کہ آپ کا سارا مذہب صرف باتوں کا ہے عملی نہیں۔

قبروں پر چراغ

مولوی سرفراز صاحب قبروں پر چراغ جلائے کے بڑے ہی مخالف ہیں اور اس
بارے میں انہوں نے جس قدر دلائل دیئے وہ سب وہ ہی ہیں جن کے جوابت جاء الحق
حصہ اول میں دیئے جا چکے ہیں پرانی لکیر کو پینٹا عقل مندی نہیں مگر مولوی صاحب نے
یہ نہ فرمایا کہ آج کل نجدی حکومت روضہ رسول ﷺ پر جو نہایت شاندار روشنی
کراتی ہے مواجہ شریف میں بہت تیز بلب اور خاص گنبد خضراء شریف اور اس کے
مختل منارہ پر گول دائرہ کی شکل میں جو برقی روشنی ہوتی ہے۔ وہ کیسی ہے اور یہ
کرانے والے نجدی مشرک و مرتد ہیں یا نہیں ہم کو یقین ہے کہ مولوی صاحب اس
فتویٰ کی ہمت کبھی نہ کریں گے ان کی ہمت و جرأت سے ہم واقف ہیں۔

نہ خیر اٹھے گانہ لکوار ان سے

یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

جب ان کے پیشوا مولوی احتشام الحق صاحب قوم و حکومت کا رخ دیکھتے ہوئے خود قائد اعظم کے مزار پر قبہ بنواتے ہیں تو مولوی صاحب بیچارے نجدی حکومت کے خلاف کیسے لب کشائی کر سکتے ہیں ہم کو یقین ہے کہ جب قائد اعظم کا گنبد مزار تیار ہوگا اور وہاں روشنی کا انتظام ہوگا تو اس روشنی کا افتتاح کرتے ہوئے پہلا سوچ دبانے والے کوئی دیوبندی ہی ہوں گے ان شاء اللہ مولوی سرفراز صاحب اپنی کتاب راہ سنت کے صفحہ ۱۸۲ پر چراغ قبر کے متعلق جوش میں فرما گئے جس کام پر سردار دو جہاں رحمہ اللہ نے لعنت کی ہو وہ کسی وقت اور کسی حیثیت سے جائز اور مستحب نہیں ہو سکتا۔ اور نہ اس کے اندر کوئی فائدہ اور خوبی ہو سکتی ہے۔ اور نہ ضرورت اور غیر ضرورت کے مصنوعی پیوند اس میں لگ سکتے ہیں۔

(انتہی بلفظہ) اس عبارت میں مولوی صاحب نے اندھا دھند ہر قسم کے چراغ قبر کو حرام و باعث لعنت قرار دیا۔ ضروری یا غیر ضروری کسی چراغ کا اشتنا نہیں فرمایا۔ مگر اسی کتاب میں صرف ۴ صفحہ آگے روشنی قبر کا مضمون ختم کرتے ہوئے صفحہ ۱۸۶ پر نوٹ دیا کہ اگر کسی مجبوری کی وجہ سے کسی میت کو رات کے وقت دفن کرنے کی نوبت آئے اور روشنی کی ضرورت پیش آئے تو کتب حدیث میں آنحضرت رحمہ اللہ سے اس کا ثبوت موجود ہے یہ چیز محل نزاع سے باہر خارج ہے۔ (انتہی بلفظہ)

یہاں مولوی صاحب مان گئے کہ ضرورت میں قبر کا چراغ جائز ہے جیسے رات میں دفن ہم حیران ہیں کہ ابھی چند صفحات پہلے تو ضرورت اور غیر ضرورت ہر موقعہ کا چراغ قبر لعنت کا باعث فرمایا۔ اور اب ضرورت کا چراغ جائز ہو گیا ان میں سے کوئی بات درست ہے ہم کیا فیصلہ کریں..... حافظہ نہ باشد والا معاملہ ہے۔

قبروں پر چادریں اور پھول ڈالنا

اس بحث میں مولوی صاحب نے وہ ہی دلائل نقل کئے جس کے جوابات جاء الحق حصہ اول میں بہت شرح و بسط سے دیدیئے گئے ہیں کوئی نئی بات نہ فرمائی صرف ایک بات نئی فرمائی وہ یہ ہے کہ آپ راہ سنت کے صفحہ ۱۹۱ پر فرماتے ہیں کہ مفتی صاحب کی اس تحقیق کی داد دیجئے کہ اولیاء اللہ کے مزارات بھی شعائر اللہ میں داخل ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے معظم شعائر اللہ تو چار بتائے تھے۔ قرآن۔ کعبہ۔

۱۔ اور نماز (حجۃ اللہ البالغہ) مگر افسوس ہے کہ مولوی صاحب نے قرآن عظیم کی دیدہ و دانستہ مخالفت کی قرآن کریم فرماتا ہے۔

لِالصِّغَاوَاتِ وَالْمَرْوَةِ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ بے شک صفا مرہ پہاڑ اللہ کے شعائر سے ہیں۔

یہاں تو قرآن کریم نے حضرت حاجرہ کے قدم بوس پہاڑوں کو شعائر اللہ فرمایا دوسری جگہ فرماتا ہے۔

وَالْبَيْتَ جَعَلْنَاهُ الْهَٰكِمَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ ہدی کے اونٹ گائے ہم نے تمہارے لئے اللہ کے شعائر بنائے۔

یہاں قرآن مجید نے کعبہ معظمہ سے نسبت رکھنے والے اور مکہ معظمہ میں ذبح ہونے والے جانوروں کو شعائر اللہ فرمایا مگر آپ اور آپ کے شاہ ولی اللہ صاحب ان چیزوں کو چھوڑ کر اور چیزوں کو شعائر اللہ مان رہے ہیں اور جب صفا مرہ پہاڑ کے پتھر اور کعبہ معظمہ کی طرف جانے والے جانور شعائر اللہ ہو گئے تو اگر قبور اولیاء اللہ جہاں وہ حضرات دائمی آرام فرما رہے ہیں وہ شعائر اللہ ہوں تو آپ اتنے ناراض کیوں ہوتے ہیں۔

مزاروں پر مجبوروں کا رہنا

مولوی سرفراز صاحب نے مجاور بننے کی ممانعت پر کوئی ضعیف سی دلیل بھی نہ دی صرف دوبار العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ کہہ کر بحث ختم کردی مولوی صاحب صرف العیاذ باللہ کہہ دینے سے حرمت یا ممانعت ثابت نہیں ہوتی اگر ہمت تھی تو اس کی ممانعت کے لئے کوئی آیت یا حدیث یا فقہی عبارت صریح پیش فرمائی ہوتی مفتی صاحب نے مجاور رہنے کے ثبوت میں مشکوٰۃ شریف کا وہ حوالہ پیش فرمایا تھا۔ کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ روضہ رسول رحمہ اللہ کی منتظمہ صاحب مشاح تھیں جو کوئی قبر انور کی زیارت کرنا چاہتا وہ آپ سے دروازہ کھلوا کر زیارت کرتا تھا اور مجاور کسے کہتے ہیں یہ حدیث مشکوٰۃ شریف باب الدفن میں موجود ہے مولوی صاحب نے اس روایت پر صرف یہ اعتراض کیا کہ قبر انور کھلوانے والے حضرت قاسم ابن محمد ہیں جو نو عمر تابعی تھے اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کے بھتیجے انھیں حضور رحمہ اللہ اور اپنے دادا حضرت ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ کے مزارات دیکھنے کا شوق ہوا۔ پھر بھی صاحب سے عرض کیا

پہو بھی صاحب نے انہیں وہ تینوں ہمیں دکھائیں اس میں نہ تو چاہی کا ذکر ہے اور نہ اس کا ذکر ہے کہ مستقل طور پر کھولنے بند کرنے کا انتظام حضرت عائشہ کے سپرد تھا۔

ہم سمجھ نہ سکے کہ مولوی صاحب کہہ کیا رہے ہیں اگر حضور انور کے رونہ مطہرہ کا کوئی منتظم نہ تھا تو ہر شخص دروازہ شریف کھول کر خود زیارت کر لیا کرتا۔ حضرت ام المومنین سے دروازہ کھولانے کے کیا معنی۔ حضرت ام المومنین رونہ مطہرہ پر ہی رہتی تھیں۔ کیا رونہ پاک کا کھولنا بند کرنا ان کے زیر انتظام نہ تھا؟ ضرور تھا۔ اب بتاؤ مجاور اور کسے کہتے ہیں۔ آج بھی رونہ مطہرہ پر بیس سے زیادہ مجاور رہتے ہیں۔ جن میں ایک صاحب شیخ الاغواٹ ہوتے ہیں۔ بلکہ ہر اس جگہ جہاں لوگوں کا اڑھام جانے آنے والوں کا سلسلہ ہو۔ وہاں کوئی منتظم ضرور چاہیے۔ حضور غوث پاک بلکہ حضرت اہل اعظم رحمۃ اللہ علیہما کے مزارات پر منتظم مجاورین رہتے ہیں۔ آباد مسجدوں کے لیے متولی مدرسوں کے لیے ناظم مقرر ہوتے ہیں۔ بیت المقدس مسجد کے انتظام و خدمت کے لیے بچے وقف کر دیئے جاتے تھے۔ جس کا ذکر قرآن مجید سورہ ال عمران میں ہے۔ رب انی نذرت لک ما فی بطنی محرراً۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ مدرسہ کا مہتمم۔ مسجد کا متولی۔ آج پاکستان میں اوقاف کا ناظم بننا جائز مگر مزارات اولیاء اللہ جہاں ہزاروں نہیں لاکھوں زائرین آتے جاتے رہتے ہیں۔ ان کا مجاور یا منتظم بننا حرام ہو۔ شرک ہو۔ وجہ فرق کیا ہے قبلہ مزارات اولیاء اللہ دیوبندی وہابیوں کی قبروں کی طرح لاورائی نہیں ہوتے کہ مر گئے مرود نہ فاتحہ نہ درود۔ وہاں اڑھام خلق ہوتا ہے۔ صاحب مشکوٰۃ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی قبر انور کے متعلق فرماتے ہیں۔

وقبرہ فریب من سورھا ان کی قبر قسطنطنیہ کی فصیل سے قریب معروف الی الیوم یستشفون بہ ہے۔ لوگ ان کی قبر کی برکت سے شفا فیشفون (الاکمال) لیتے ہیں تو شفا دیئے جاتے ہیں

صاحب مشکوٰۃ میدان ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے متعلق فرماتے ہیں۔ کہ ان کی قبر شریف مریضوں کا شفاخانہ ہے۔ لوگ ان کی مٹی سے شفا لیتے ہیں۔ اور شفا پاتے ہیں فرمائیے اگر ایسی متبرک و معظم قبور پر مجاور و منتظم رہیں جو اس ہجوم کا انتظام کریں تو کوئی قباحت ہے مگر چونکہ دیوبندی مذہب میں صالحین کی قبور پر جائد ان سے برکت لینا ان کی مٹی شفا کے لیے استعمال کرنا شرک ہے۔ اور قسطنطنیہ بلکہ تمام جہاں

کے مسلمان ان کے ہاں شرک ہیں۔ اس لیے وہ مجاوروں کا بیٹھنا بھی شرک کہتے ہیں۔ کتاب جاء الحق حصہ اول میں حضرت والد صاحب نے علماء دیوبند سے سوال کیا کہ اگر ہر بدعت بری اور گمراہی ہے تو آج علماء دیوبند تعلیم قرآن امامت اذان پر اجرت و تنخواہ کیوں لیتے ہیں۔ یہ تنخواہ واجرت خیر القرون میں نہ تھی اس کے جواب میں خاں صاحب گکھڑوی نے راہ سنت کے صفحہ بحوالہ سیرت العربین جوزی ایک روایت نقل کی۔ جو بلفظہ مع ترجمہ درج ذیل ہے۔

ان عمر ابن الخطاب وعثمان حضرت عمر ابن خطاب اور حضرت عثمان ابن عفان کانا بزرگان المودنین عفان مودنوں اماموں اور معلوموں کو والائمة والالمعلمین وظائف اور تنخواہیں دیا کرتے تھے۔

خاں صاحب نے اس سے ثابت کیا کہ مروجہ مودنوں اماموں معلوموں کی تنخواہ عمد فاروقی و عثمانی میں رائج تھی لہذا بدعت نہیں۔

جواب :- ہم کو حیرت ہے کہ خاں صاحب کو حافظہ اس قدر کمزور کیوں ہے۔ جس چیز سے وہ مفتی صاحب کو منع کرتے ہیں کچھ آگے پیچھے اس پر خود ہی عمل کرتے ہیں۔ اسی کتاب راہ سنت کے صفحہ پر مفتی صاحب کی ایک روایت کے متعلق لکھتے ہیں۔ "مگر مفتی صاحب کو معلوم ہونا چاہیے کہ ایسی جعلی اور موضوع روایات سے مسائل حل نہیں ہوتے۔ حدیث جب پیش ہو تو سند کے ساتھ یا معتبر محدثین کرام سے اس کی تصحیح ہونی چاہیے۔ محض روایات یا حدیث کا نام لینا کفایت نہیں کرتا۔ (انسیمی بلفظہ) یہاں خود مولوی صاحب اپنا یہ قاعدہ کیوں بھول گئے۔ اس جگہ حدیث مع سند کیوں بیان نہ کی۔ عبدالرحمن ابن جوزی کے نام اور سیرت العربین تاریخی کتب کے نام پر کیوں کفایت کی۔ اولاً۔ تو یہ حدیث درست نہیں۔ اس کی اسناد معلوم نہیں اور اگر بقرض محال درست مان لی جاوے تو کانا بزرگان سے روزی ہدایہ تھے۔ دینا مراد ہو گا نہ کہ باقاعدہ مقرر تنخواہیں ہدیہ اور ہے تنخواہ کچھ اور تنخواہ میں کام۔ مدت۔ معاوضہ کی مقدار مقرر ہوتی ہے کہ اتنا کام کرنا ہو گا۔ جس کے معاوضہ میں ماہوار یہ تنخواہ ملے گی۔ اس روایت میں ان سے کوئی چیز مذکور نہیں۔ پھر یہ تنخواہ کیسے بنی۔ تنخواہ وہ ہوتی ہے جو آپ تین جگہ سے وصول فرماتے ہیں۔ گکھڑ کی امامت خطبہ درس کی علیحدہ۔ گکھڑ کے اسکول میں تبلیغ کے پچاس روپیہ علیحدہ۔ گوجرانوالہ کے مدرسہ میں

علم دین سکھاتے ہیں۔ اس کی تنخواہ علیحدہ جلسوں و عقوں اور تصنیفات کی اجرت میں جو وصول کیا۔ وہ علاوہ ماشاء اللہ پانچوں گھی میں اس کا ثبوت براہ مریانی عنایت کریں۔ دیکھو حضرات انبیاء کرام تبلیغ پر اجرت نہیں لیتے۔ قل لا اسئلكم علیہ اجرہ۔ مگر وہ حضرات بلکہ خود حضور سید عالم ﷺ ہدیہ قبول فرماتے تھے اور اس سے کہیں زیادہ ہدیہ عطا فرماتے تھے پتہ لگا کر ہدیہ اور اجرت میں بڑا فرق ہے بہر حال تعلیم وغیرہ تنخواہ و اجرت معینہ کا ثبوت نہ ملا ہے مل سکے۔ مگر چونکہ یہ خود اپنے پیٹ کا معاملہ ہے اس لیے سب جائز ہے اگر اسے بدعت و حرام کہیں تو کھائیں کہیں سے جائیداد یا مرے تو ہیں نہیں۔ کیا خاں صاحب گکھڑوی کسی معتبر اسناد و صحیح روایت سے دکھا سکتے ہیں۔ کہ عہد فاروقی و عثمانی میں مدرسے کہاں کہاں تھے۔ اور ان مدارس میں معلم کون کون تھے۔ اور ان مدارس میں نصاب تعلیم کیا مقرر تھے اور کن کتب کو پڑھنے پر دستار بندی ہوتی تھی۔ اور سند دی جاتی تھی اور سالانہ تعطیل کتنی ہوتی تھی۔ اور کس مدرس کو ماہوار تنخواہ کیا ملتی تھی اور مروجہ تبلیغی جلسے کہاں کہاں ہوتے تھے۔ اور ان جلسوں میں مقررین کے گلوں میں ہار پھول کتنے پڑتے تھے۔ اور مقررین کو کرایہ اور وعظ کی فیس کس قدر دی جاتی تھی۔ فلاں صاحب زندہ باد کے نعرے کس طرح لگائے جاتے تھے۔ یہ گیارہویں شریف کے عہد کے مطابق گیارہ سوالات ہیں جو خاں صاحب گکھڑوی کی خدمت میں پیش ہیں۔ خاں صاحب ان کے جوابات دیئے بغیر دنیا سے نہ چلے جائیں جیسے ان کے اکابر بغیر جوابات دیئے بقیہ شریف لے گئے۔

کتب جاء الحق میں سوال کیا گیا ہے کہ قرآن کریم کو کتبی صورت میں جمع کرنا۔ اس پر اعراب لگانا۔ اور موجودہ ترتیب سے اس کو چھاپنا بدعت ہے اس کے جواب میں مولانا گکھڑوی نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ جمع قرآن حضور ﷺ نے زمانہ میں ہی ہو چکا تھا۔ اور اعراب خیر القرون میں لگائے گئے تھے لہذا یہ بدعت نہیں۔

جواب :- مولوی صاحب کیا آپ یہاں دھوکا دے رہے ہیں۔ یا دھوکا کھا رہے ہیں۔ اپنے جاء الحق کے سوال میں لفظ چھاپنا نہ دیکھا۔ سوال تو یہ ہے کہ یہ اتنی صفات سے قرآن کریم کو چھاپنا بدعت ہے۔ کیا آپ کسی معتبر اسناد سے ثابت کر سکتے ہیں کہ خیر القرون میں پریس تھے اور ان پریسوں میں قرآن کریم چھپتے تھے۔ اگر تھے تو ان پریسوں

کے نام لکھے۔ جو عہد صحابہ میں تھے اور کاتب خوش نویس حضرات کے نام بھی تحریر فرمادیں کہ فلاں صحابی نے فلاں کاتب سے اتنی اجرت پر قرآن کریم کی کتب کدوائی اور فلاں پریس میں فلاں اجرت پر اتنی تعداد میں چھپوائے پریس اور پریس چھپوائی بدعت ہے۔ جس میں آپ سب گرفتار ہیں۔ اگر یہ بدعت درست ہے۔ تو میلاد شریف کیوں حرام ہے۔ کیا آپ حضرات احکام شریعہ کے مالک ہیں کہ جہاں چاہا بدعت کو حرام کہہ دیا جہاں چاہا حلال کہہ کر اس پر عمل کر لیا۔ جاء الحق میں سوال کیا گیا تھا کہ اگر ہر بدعت بری ہے تو دینی مدارس اور وہاں کے نصاب تعلیم بھی ناجائز ہونے چاہیے۔ کہ چیزیں بھی زمانہ نبوی ﷺ میں نہ تھیں مگر آپ لوگ ان دونوں کو بڑی مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں۔

مولوی سرفراز خان نے راہ سنت کے صفحہ پر اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ علم دین کی نشر و اشاعت جیسے بھی ہو۔ جس طرح بھی ہو اور اس کے لئے جو صورت اختیار کی جاوے۔ درست و صحیح ہے۔ اور درس و نصاب تعلیم کے متعلق فرمایا کہ اہل عرب و صحابہ کرام کی ماہری زبان عربی تھی۔ انہیں علوم عربیہ حاصل کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ دیگر لوگوں کو ان علوم کی ضرورت ہے لہذا یہ مروجہ نصاب تعلیم ناجائز نہیں۔ جواب :- مولوی صاحب پھر آپ کا قاعدہ ٹوٹ گیا کہ جو کام بھی قرون ثلث میں نہ ہو وہ بدعت ہے اور ہر بدعت حرام ہے۔ واجب الترتک ہے۔ اسے چھوڑ دینا ضروری ہے آپ کے اس جواب سے معلوم ہوا کہ جن بدعات کی ضرورت ہو وہ درست ہیں۔ غرضیکہ تقسیم بدعت کے آپ بھی قائل ہو گئے اب آپ کا مخالف کہہ سکتا ہے کہ تقسیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کے نام شریف کی اشاعت جس طرح بھی ہو سکے جہاں بھی ہو درست ہے۔ میلاد شریف وغیرہ ایسی رفعت ذکر نبوی کے لئے ہے۔ نیز عہد صحابہ میں کوئی کاتب حضور کا بے ادب و گستاخ نہ تھا۔ اب آپ جیسے بے ادب و گستاخ پیدا ہو گئے۔ جنہوں نے حضور ﷺ کے خیال کو نماز میں گدھے و بیل کے خیال سے بدتر بنایا (مراط مستقیم) لہذا ایسے گستاخوں کے منہ میں لگام دینے کے لئے ان چیزوں کی ضرورت پیش آئی۔ اس زمانہ پاک میں نہ ایسے منہ بھٹ گستاخ تھے نہ ان امور خیر کی ضرورت تھی۔ ہٹائے پھر آپ کیا جواب دیں گے ابھی زمانہ مغربہ میں آپ کی جماعت براہور دینی یقینی مولوی مودودی صاحب نے پاکستان میں غلاف کعبہ

تیار کر لیا۔ تیار ہونے پر بہت اہتمام سے شہر بہ شہر اس غلاف کے جلوس نکالے۔ ہزاروں بلکہ لاکھوں مسلمانوں کو اعلان عام کر کے جمع کیا۔ مسلمانوں سے چاہوے کے ہزاروں روپے وصول کئے جلا تکہ ابھی وہ غلاف کعبہ معظمہ پہنچا بھی نہ تھا۔ صرف پہنچنے اور وہاں ڈالے جانے کی امید تھی۔ آپ کی جماعت نے اس جلوس و نذرانے پر نہ شرک و کفر کے فتوے دیئے نہ اس کی شدت سے مخالفت کی۔ فرمائیے اگر بارہویں رجب الاول شریف کا جلوس عید میلاد النبی ﷺ اس لئے حرام ہے بدعت ہے شرک ہے۔ کہ قرون ثلاث میں یہ جلوس نہ تھے تو غلاف کعبہ کے یہ جلوس نذرانہ وغیرہ کیوں حرام و شرک نہ ہوئے یہاں آپ کیوں خاموش۔ بلکہ حمایتی رہے۔ صرف اس لئے کہ یہ اپنے گھر کا معاملہ ہے۔ آمدنی کا ذریعہ ہے۔ کیا مولوی صاحب اس کا جواب دیں گے۔ ان انشاء اللہ کبھی نہ دیں گے۔ کیا مودودی صاحب کو اس جلوس کی بنا پر بدعتی۔ کافر۔ مشرک کہیں گے انشاء اللہ کبھی نہ کہیں گے۔ بلکہ کھینچ تان کر کے اس کا جواز ثابت کر کے رکھنے کی کوشش کریں گے۔ مولوی صاحب اس بے اصولے مذہب سے توبہ کیجئے۔ جس کا نہ کوئی اصول ہے نہ کوئی ضابطہ و قاعدہ۔ مولوی صاحب! بات صرف اتنی ہے کہ یہ شرعی نہیں ہے۔

و ذکر روز کے فضائل کا ملے نقص کا جو یاں رہے

اس وقت وہاں سے پھر کے مروک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

بلکہ خود آپ کے مودودی صاحب نے اس جلوس کو بدعت منیہ ماننے سے انکار کر دیا ہے۔

جاء الحق میں حوالہ کیا گیا تھا کہ اگر ہر بدعت بری ہے۔ یعنی قرون ثلاث میں جو کام منہ ہوا وہ حرام تو شرک ہے۔ تو تنخواہ لے کر علم دین سکھانا اور مصیبت کے وقت ختم بخاری کرانا اس پر اجرت لینا حرام ہونا چاہیے مگر یہ دونوں کام دیوبند میں ہوتے ہیں۔ ان کے خلاف منہ سے نہایت اہمادگی سے اس کا جواب دیا گیا کہ علماء متاخرین نے اس تنخواہ کو جہت لیا اور بخاری مصیبت کے وقت قرآن حکیم و بخاری شریف کا ختم پڑھ کر اس پر اجرت لینا بھی جائز ہے۔ آپ ایک قیم کا علاج قرار دیا۔

جاء الحق میں مولوی صاحب مولیٰ تو یہ یعنی ہے کہ علماء متاخرین جنہوں نے اس تعلیم کی اجرت کے جواز پر فتویٰ دیا وہ آپ کے ہاں بدعتی مشرک ہوئے۔ یا نہیں۔ یہاں آپ

ان بزرگوں کی آڑ کیوں لیتے ہیں۔ انہیں بدعتی و مشرک کیوں نہیں کہتے۔ کیا صرف اس لئے کہ یہاں آپ کے اپنے ہیٹ کا معاملہ درپیش ہے۔ جب یہ قلعہ مقرر ہو گیا کہ جو کام بھی قرون ثلاث کے بعد ایچلو ہو وہ حرام ہے۔ شرک ہے اور اس کا کرنے والا مشرک و کافر ہے تو جو بھی یہ کلام کرے وہ مشرک ہونا چاہیے۔ خواہ صاحب ہدایہ ہوں یا کوئی اور جب بخاری مقدمہ و دیگر مصیبت کے موقع پر ختم قرآن بخاری جائز ہوا تو میت کے بیچ۔ چالیسویں میں ایصال ثواب کے لئے ختم قرآن کیوں حرام ہے۔ علاج کا بہانہ بھی خوب فرمایا۔ مقدمہ و دیگر آفات و بلیات میں ختم بخاری علاج و روا کے لئے نہیں کر لیا جاتا بلکہ مقصد یہ ہوتا ہے۔ کہ اس ذکر خیر کی برکت سے اللہ تعالیٰ یہ آفت نل دے۔ جب یہ جائز ہوا۔ تو مصیبت میں ختم خواجگان۔ ختم غوثیہ و دیگر درود وظیفہ کیوں حرام ہوئے۔ ان خنصوں میں بھی آیات قرآنیہ بلکہ قرآن مجید کی سورتیں۔

استغفار توبہ بزرگن دین سے توسل ہی ہوتا ہے۔ اسے آپ شرک و کفر قرار دیتے ہیں۔ براہ مہربانی ختم خواجگان اور ختم بخاری میں فرق بیان کریں وہ بھی بدعت حسنہ ہے یہ بھی بدعت حسنہ۔ اگر وہ ختم بخاری علاج ہے تو ختم غوثیہ و ختم خواجگان بھی علاج ہے۔ ستم برستم یہ ہے کہ مولوی صاحب جھاڑ پھونک تعویذ گنڈے کو شرک کہتے ہیں۔ اور یہاں راہ سنت صفیہ میں نہایت معصومیت سے فرماتے ہیں۔ جھاڑ پھونک علاج کی ایک قسم ہے۔ اور اس پر اجرت لینا جائز ہے بحوالہ یعنی۔ دیکھو راہ سنت صفیہ مولوی صاحب! آپ اور آپ کی جماعت ہمارے مشائخ عظام پیران کرام پر اس لئے زمین طعن دراز کرتے رہتے ہیں۔ کہ یہ لوگ دم درود۔ جھاڑ پھونک۔ تعویذ گنڈے کرتے اور اس پر اجرت و معاوضہ لیتے ہیں۔ اب آپ کو کیا ہو گیا کہ یہ ایک جنبش قلم سب کچھ جائز ہو گیا۔ یہ ہے جاء الحق کتاب کی زندہ کرامت۔ کہ آپ کے ہوش باختم ہو گئے۔ اور ان کی کہہ گئیے۔ ابھی کیا ہے۔ شعر

ابتداء عشق ہے رونا ہے کیا

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

جاء الحق میں کہا گیا تھا۔ کہ مروجہ امتحان بدعت ہے۔ جس پر آپ حضرات بھی عامل ہیں۔ سہ ماہی۔ ششماہی۔ سالانہ۔ امتحانات آپ کے ہاں بھی لئے جاتے ہیں۔ پاس فیل کے لئے نمبر دیئے جاتے ہیں۔ راہ سنت میں اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ ایک

تعریف کرے اس کام کرنے والوں کی جہالت کرے۔ جیسے مولوی احتشام الحق صاحب کا وہ کافر و مرتد خارج از اسلام ہے یا نہیں۔ بیڑا تو جردا۔

آخری گزارش

مسلمانو! ہوشیار ہوشیار نجدی دیوبندی۔ وہابی علماء سے اپنا دین بچاؤ۔ ان کی چکنی چڑی باتوں میں نہ آؤ ان کی بہت قرآن خوانی سے دھوکا نہ کھاؤ۔ کتاب راہ سنت مسلک اہل سنت و جماعت کے خلاف ہے۔ اسلام کے خلاف ہے مسلمانوں کے عقیدے کے خلاف ہے۔ فقہاء کے قول احادیث و قرآن کے ارشادات کے بالکل منافی ہے کوئی سنی اس کتاب سے فریب نہ کھائے یہ کتاب اعتزال۔ خروج عن الحدیث ملعونہ کا مجموعہ ہے ہم بطور نمونہ راہ سنت کے چند مسائل دکھا کر بتاتے ہیں کہ یہ کتاب قرآن حدیث شریف۔ عقیدہ مسلمین کے کس قدر منافی ہے۔

کتاب راہ سنت میں ہے۔

قبروں کے پاس جو مسجد بنا دی جاوے اس کا گرا دینا بھی واجب ہے دیکھو راہ سنت صفحہ مگر قرآن کریم میں ہے۔

نمبر قتال الذین غلبو علی امرہم وہ بولے جو اس کام میں غالب رہے تھے لنتخذلن علیہم مسجدنا ○ قسم ہے کہ ہم تو ان پر مسجد بنائیں گے۔

اصحاب کف کے غار پر تعمیر مسجد کا ثبوت ہوا کہ مسلمانوں نے ان بزرگوں کے قرب کا فیض لینے کے لئے وہیں تعمیر مسجد کی۔ مگر مولوی صاحب کے حکم سے وہ مسجد گرائی جاہیے۔

نمبر سبحان الذی اسری بعبیدہ پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں لیلاً من المسجد الحرام الی رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا تک جس کے گردا گرد ہم نے برکت حوالہ الخ۔ رکھی۔

دیکھو یہاں قرآن کریم نے مسجد اقصیٰ کے فضائل میں یہ بات بیان فرمائی کہ ہم

نے اس کے ارد گرد برکت دے رکھی ہے۔ برکت کیا ہے؟ یہ کہ وہاں ہزارہا حضرات انبیاء کرام کی قبور ہیں۔ مگر مولوی صاحب کے فتوے سے وہ مسجد گرانے کے لائق ہے کہ قبروں کے بیچ میں ہے۔

نمبر المسجد اسس علی وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر بیڑ گاری پر التقویٰ احق ان تقوم فیہ رجال ہے وہ آپ کے قیام کے لائق ہے۔ اس یحبون ان ینظہروا واللہ یحب میں وہ حضرات ہیں۔ جو خوب پاکیزگی کو پسند المنطہرین ○ کرتے ہیں اور اللہ خوب پاکوں سے محبت کرتا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مسجد تبا کی تعریف میں دو چیزیں بیان فرمائیں ایک تو اس کی تعمیر میں تقویٰ اور اخلاص۔ دوسرے وہاں انصار کی موجودگی ہے لہذا وہ مسجد بابرکت ہے انصار خواہ زندگی میں وہاں رہیں یا بعد وفات لہذا جس مسجد کے قریب میں منتظرین دائمی نیند سو رہے ہوں وہ مسجد بابرکت ہے۔ فیہ رجال الخ بہت جامع فرمان ہے۔ مگر راہ سنت کے فتوے سے جہاں پاک حضرات کی قبور ہوں۔ ان کی متصل مسجد کا گرا دینا ضروری ہے۔

اور حدیث پاک میں ہے۔

کہ مسجد نبوی شریف میں ایک نیکی کا ثواب بچاس ہزار ہے آخر یہ کیوں؟ اس لیے کہ وہاں حضور ﷺ جلوہ افروز ہیں کہ بعد وفات تا قیامت وہاں ہی آرام فرمائیں۔ مگر راہ سنت کے فتوے سے نعوذ باللہ اس کا گرا دینا واجب ہے کہ وہ مسجد پاک قبر رسول اللہ ﷺ سے متصل ہے۔

عام مسلمانوں کا عمل

یہ ہے کہ عموماً بزرگان دین کے مزارت پر مسجدیں بناتے ہیں یہ اس خیال کہ زائرین کو نماز میں آسانی ہو اور بزرگوں کے قرب میں نماز و عبادات زیادہ قبول ہوتی

ہیں۔ اجیر شریف۔ کلیر شریف۔ لاہور و آتا صاحب ریڈیہ میاں میر ریڈیہ بغداد شریف کرنا
سطح۔ نجف اشرف۔ مکہ معظمہ۔ مدینہ منورہ۔ غرضیکہ ہر جگہ بزرگوں کے مزارات
پر مسجدیں موجود ہیں۔ مگر راہ سنت کے فتوے سے یہ تمام مسجدیں م مسجد ضرار کے حکم
میں ہیں۔ ان سب کا گرا دینا لازم ہے۔ شاید راہ سنت والا مسجد حرام کعبۃ اللہ شریف
کی مسجد کا گرا نا واجب سمجھتا ہو کہ اس مسجد میں بھی حطیم شریف کے اندر پیرزاد
رحمت کے نیچے حضرت اسماعیل و جناب ہاجرہ کے مزارات ہیں۔ وہاں حلاج نماز پڑھنا
بہت بہتر سمجھتے ہیں۔

کتاب راہ سنت میں ہے

جو شخص اجیر میں خواجہ چشتی کی قبر پر یا سالار مسعود غازی کی قبر یا ان کی مانند کسی
اور کی قبر پر اس لیے گیا کہ وہاں دعا کرے گا۔ اور اس کی دعا وہاں زیادہ قبول ہوگی تو
اس نے ایسا گناہ کیا جو گناہ قتل اور زنا سے بھی بدترین گناہ ہے۔ راہ سنت صنف۔ اس
عبارت کا مطلب بالکل واضح ہے کہ اگر بزرگوں کے مزار پر جا کر اللہ تعالیٰ سے ہی دعا
کرنے۔ یہ سمجھ کر کہ یہاں دعا قبول ہوتی ہے تو وہ شریعت دیوبندیہ میں سولی کے لائق
ہے۔ کیونکہ یہ گناہ زنا و قتل سے بھی بدتر ہے اور زنا میں ربم یعنی ستار کیا جاتا ہے۔
اور قتل میں قصاص لیا جاتا ہے تو اس جرم میں اس زائر قبر کو سولی دینی چاہیے۔

مگر قرآن کریم فرماتا ہے

هَذَا لَكُمْ دَعَا ذَكَرَ رَبَّهُ فَالْ رَّب اس ہی جگہ حضرت ذکریا نے اپنے رب
هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً سے دعا کی عرض کی اے میرے رب مجھے
انک لسمیع الدعاء اپنے پاس سے پاک اولاد دے تو دعا سننے والا
ہے۔

ن: یا علیہ السلام نے جناب بی بی مریم کے پاس کھڑے ہو کر رب تعالیٰ سے
بیٹے کی دعا مانگی۔ معلوم ہوا کہ ولی کے قریب کھڑے ہو کر دعا مانگنا سنت نبی ہے اور
قرب ولی دعا کی قبولیت کا ذریعہ ہے اور فرماتا ہے۔

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاؤُكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ
رَسُولُ اللَّهِ لَؤُجِدَ وَاللَّهُ تَوَّابًا رَحِيمًا
اگر یہ لوگ جب کبھی اپنی جانوں پر ظلم
کریں تو آپ کے پاس آجائیں پھر اللہ سے
معافی مانگیں اور آپ رسول بھی ان کے
لیے معافی مانگیں تو اللہ کو توبہ قبول کرنے
والا ضرور پائیں۔

اس آیت نے بتایا کہ ہر مجرم حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر توبہ کرے۔
معلوم ہوا کہ آپ کی بارگاہ قبولیت توبہ کی جگہ ہے اور فرماتا ہے۔

نمبر ادخلوا الباب سجداً اس دروازے میں سجدہ کرتے جاؤ۔ اور کو
وقولوا حطة نغفر لكم خطاياكم معافی دے تو ہم تمہاری خطائیں بخش دیں
وسنزيد المحسنين کے اور نیک کاروں کو زیادہ دیں گے۔

یعنی بنی اسرائیل نے توبہ کرنی چاہی تو فرمایا کہ یہاں نہیں بلکہ بیت المقدس شر
میں باادب سجدہ کرتے جاؤ۔ وہاں جا کر کہو کہ خدایا معافی دے۔ تب معافی دیں گے۔
دیکھو قبول توبہ اور قبول دعا کے لیے بیت المقدس میں حاضری کا حکم دیا گیا۔ کیوں؟ اس
لیے کہ وہاں حضرات انبیاء کرام کی قبور ہیں۔ ان قبور کے قرب کی برکت سے توبہ جلد
قبول ہوگی۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کے مزارات پر دعا جلد قبول ہوتی ہے۔

اور حدیث شریف میں ہے

کہ ایک بار مدینہ میں بارش نہ ہوئی لوگ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی
اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر شاکر ہوئے تو ام المومنین نے فرمایا
اتذروا النبی صلی اللہ علیہ نبی کریم ﷺ کی قبر شریف کی زیارت
وسلم فاجعلوا منه کولی الی کو پھر آسمان کی طرف درتے کھول دو حتی
السماء حتی لا یكون بینہ کہ قبر شریف اور آسمان کے درمیان
وبین السماء سقف ففعلوا چست حائل نہ رہے لوگوں نے ایسا کیا تو
فمطروا (مشکوۃ شریف) فوراً بارش ہوئی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دعائے بارش کے لیے حضور ﷺ کی قبر انور پر
حاضری دینا اور قبر مبارک کے ذریعے اس کے وسیلہ سے رب تعالیٰ سے بارش مانگنا

سنت صحابہ ہے اور محبوبہ محبوب رب العالمین ام مومنین صدیقہ بنت صدیق عاتقہ رضی اللہ عنہا کا حکم ہے۔

مسلمانوں کا عمل

کہ مزارات اولیاء اللہ پر حاضری دے کر قبر شریف کے توسل سے دعا کرتے ہیں جو قبول ہوتی ہے بلکہ قبر کے توسل سے شفا نصیب ہوتی ہے۔ چنانچہ صاحب شکوۃ اكمال فی اسماء الرجال میں سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے حالات میں فرماتے ہیں۔
وقبره فربب من سورها آپ کی قبر شریف قططنیہ کی فیصل کے معروف الی الیوم معظم ہے اب تک اس کی تعظیم کی جاتی یشفون بہ فیشفون۔
ہے اس کے توسل سے شفاء حاصل کی جاتی ہے لوگ شفاء پاتے ہیں۔

حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کا عمل

علامہ شامی رد المحتار کی جلد اول مقدمہ نمبر ۱۱ میں فرماتے ہیں کہ حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

انی لا نبرک بابی حنیفۃ میں امام ابو حنیفہ سے برکت حاصل کرتا
واجبی الی قبره فاذا عرضت ہوں ان کی قبر انور پر حاضری دیتا ہوں جب
لی حاجت صلیت رکعتین کبھی مجھے کوئی حاجت درپیش ہوتی ہے تو دو
رسالت اللہ تعالیٰ عند قبره رکعتیں پڑھتا ہوں اور انکی قبر شریف
فنقضنی سربعا۔ کے پاس اللہ تعالیٰ سے حاجت مانگتا ہوں۔
تو بہت جلد پوری ہوتی ہے۔

یہ عمل ہے امام مذہب حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کا کہ حاجت روائی کے لیے فلسطین سے سفر کر کے بغداد شریف حضرت امام اعظم کے مزار پر حاضری دیتے ہیں اور قبر شریف کے پاس رب تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔ مسلمانو! قرآن وحدیث فقہاء کے یہ فرمان دیکھو اور مسلمانوں کے عمل کا مشاہدہ کرو اور گکھڑوی صاحب کا یہ فتویٰ دیکھو کہ قبولیت کے لیے کسی بزرگ کی قبر پر جانا زنا و قتل سے بھی بدتر گناہ ہے کیا سارے

مسلمین اور امام شافعی ایسے گناہ کرتے ہیں جو قتل و زنا سے بھی بدتر ہیں۔
آئیے ہم آپ کو مولوی سرفراز صاحب گکھڑوی کے گھر کی سیر کرائیں اور ان کا اہلقتی دور نگاہ مذہب دکھائیں۔ دیوبندیوں کی مشہور کتاب ارواح ثلاثہ معصفہ مولوی محمد حبیب صاحب دیوبندی محشی مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے نمبر ۳۲۲ میں ایک قصہ یوں نقل کیا۔

ایک بار نانوتہ میں جاڑے کے بخار کا زور ہو گیا جو شخص مولانا محمد یعقوب صاحب کی قبر سے مٹی لے جا کر باندھ لیتا اسے ہی آرام ہو جاتا۔ بس اس کثرت سے مٹی لے گئے کہ جب قبر پر مٹی ڈلوادی تب ہی ختم۔ کئی مرتبہ ڈال چکا پریشان ہو کر ایک دفعہ میں نے مولانا کی قبر جا کر کہا کہ آپ کی تو کرامت ہوئی ہماری مصیبت آگئی۔ یاد رکھو کہ اگر اب کے کوئی اچھا ہوا تو ہم مٹی نہ ڈالیں گے۔ ایسے ہی پڑے رہو۔ لوگ جو آ پنے تسمارے اوپر ایسے ہی چلیں گے بس اس دن سے پھر کسی کو آرام نہ ہوا۔ لہٰذا بلفظہ

فرمائیے خاں صاحب اب تو گھر میں ہی آگ لگ گئی مولوی محمد یعقوب صاحب کی قبر کی زیارت۔ انکی قبر کی مٹی سے شفا۔ پھر صاحبزادہ صاحب کامرے ہوئے اباجی سے عرض کرنا۔ نور اباجی مرحوم کا قبر سے سن لینا پھر اس کرامت کا بندہ ہو جانا اور مرحوم اباجی کا ڈر کر لوگوں کو شفا دینا بند کر دینا سب کچھ ہی ثابت ہوا۔ فرمائیے نانوتہ کے یہ دیوبندی مشرک۔ کافر اور قتل و زنا سے بدتر گناہ کرنے والے ہوئے۔ یا نہیں؟ اور آج تک آپ نے یا کسی دیوبندی نے ان دیوبندیوں قبر کے بچاریوں کے خلاف فتویٰ کفر و شرک دیا یا نہیں۔ اگر نہیں دیا اور واقعی نہیں دیا تو کیوں؟ کیا اس لیے کہ یہ اپنے گھر کا معاملہ ہے دوستو! دیوبندیوں کی یہ کتاب ارواح ثلاثہ قاتل دید ہے اس کتاب نے ساری نقویہ اللامین اور سارے دیوبندی مذہب کا خاتمہ کر دیا ہے اس کتاب میں ہے کہ دیوبندی پیروں و مولویوں کو علم غیب ہے وہ حاضر ناظر ہیں وہ مرے بعد حاجت روائی مشکل کشائی کرتے ہیں۔ وہ عورت کے پیٹ کے بچہ کی خبر دے دیتے ہیں کہ لڑکا ہے یا لڑکی۔ وہ دو تہا جنازہ پار لگا دیتے ہیں کہ جنازہ سند میں ڈوب رہا ہے اور حلقی اداو اللہ صاحب کہ معظمہ میں ہی وہیں سے جنازہ کو کندھا دیا اور پار لگا دیا۔ غرض کہ سارے دیوبندی کفر و شرک اس کتاب میں اپنے پیروں مولویوں کے لیے ثابت کیے گئے

ہیں۔ دیکھئے سرفراز خاں صاحب ان دیوبندیوں کے خلاف فتوے دیتے ہیں یا نہیں۔

کتاب راہ سنت میں ہے

اصل اشیاء میں حرمت ہے۔ یعنی جس چیز سے قرآن و حدیث میں خاموشی ہو نہ اسے حلال کہا گیا ہو نہ حرام وہ چیز حرام ہے۔ دیکھو کتاب راہ سنت از صفحہ نمبر ۹ تا صفحہ نمبر ۱۰ غرض مولوی صاحب کے نزدیک اصل اشیاء میں حرمت یا کم از کم توقف ہے۔

مگر قرآن کریم میں ہے

قل لا اجد فیما الوحی الہی
معہ ما علیہ طاعة بطعمہ الا الخ
فرما دو اے محبوب ﷺ کہ میں اپنی وحی
میں کسی کھانے والے پر کوئی کھانا حرام
نہیں پاتا۔ سواء ان کھانوں کے۔

معلوم ہوا کہ کسی چیز کی حرمت کا ذکر نہ ہونا اس کے حلال ہونے کی علامت ہے اور اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ اس مسئلہ پر بہت سی آیات قرآن کریم میں موجود ہیں۔ جو ہم نے اس کتاب میں لکھ دی ہیں۔ ملاحظہ فرماتے۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

الحلال ما احل اللہ والحرام
ما حرم اللہ وما سکت عنہ فهو
معفو (مشکوۃ شریف)
حلال وہ جسے اللہ تعالیٰ نے حلال فرمایا حرام
وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا جس
سے خاموشی فرمائی وہ معاف ہے

فقہاء فرماتے ہیں۔

عام فقہاء اہل سنت کا یہی مذہب ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ جیسا کہ ہم نے اس کتاب میں مع حوالہ عرض کیا اور جاء الحق میں بھی اس کے بہت حوالے نقل فرمائے گئے۔

عام مسلمانوں کا عقیدہ

بھی یہی ہے کہ جو چیز شریعت میں حرام نہ کی گئی ہو وہ حلال ہے اس قاعدے سے ہم سمجھتے رہائیں وغیرہ تمام پھل۔ پلاؤ زردہ۔ برائی وغیرہ تمام غذائیں۔ فلسفہ۔ منطق۔ ریاضی۔ سائنس وغیرہ تمام علوم جدیدہ کی تعلیم صوفیاء کرام کے عام ورد و وظیفہ۔ چلے ترک حیوانات وغیرہ۔ ٹھکانہ۔ مل نشہ شنگھانی وغیرہ کپڑے سب حلال و مباح ہیں۔ کہ ان سے ممانعت شریعت میں وارد نہیں۔ شائد مولوی سرفراز صاحب ان تمام چیزوں کو حرام سمجھتے ہوں کہ ان کی حالت نہ قرآن مجید میں ہے نہ حدیث شریف میں مگر ہم کو پتہ ہے کہ مولانا کا قلمی اور زبانی مذہب اور ہے۔ عملی مذہب کچھ اور یہ سب چیزیں رگڑ جاتے ہوں گے وہ قلم ہی کے ہمارے ہیں۔

خود دیوبندیوں کا عقیدہ ہے۔

کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ جیسا کہ ہم ابھی اس کتاب کے اندر دیوبندیوں کی مشہور کتاب طریقہ مولد شریف مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی عرض کر چکے ہیں۔

نتیجہ

بطور نمونہ یہ تین مسئلے آپ حضرات کی خدمت میں پیش کئے گئے۔ ان سے ثابت ہوا کہ کتاب راہ سنت قرآن مجید کے خلاف ہے حدیث شریف کے خلاف ہے۔ اسلام کے خلاف ہے۔ مسلمانوں کے عقیدے کے خلاف یہ کتاب اسلام پر ایک کاری ضرب ہے۔ یہ تین مسائل صرف نمونہ کے طور پر پیش کئے گئے ہیں کوئی مسلمان ان کی قرآن اور حدیث دانی کے دعوے سے دھوکا نہ کھائے ورنہ دولت ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔

آگے سے کاہل صاحب اڑائیں ہاں وہ چر بلا کے ہیں
گھڑی ٹانگی ہے اور تو نے نیند نکلی ہے۔

آخری گزارش

اہل سنت اور مولوی سرفراز خاں صاحب گکھڑوی و دیگر دیوبندیوں کا اصل

اختلاف ان فردی مسائل - میلاد شریف فاتحہ - جلوس عید میلاد شریف میں ہی نہیں ہے۔ یہ چیزیں صرف جائز مستحب ہیں۔ جن کا انکار کفر نہیں۔ بلکہ دیوبندی لوگ بھی یہ سب کچھ اور طریقوں سے کر لیتے ہیں۔ مثلاً ان کے ہاں عید میلاد شریف کا جلوس بدعت و شرک ہے۔ مگر دیوبندی مولویوں کی آمد پر جلوس سیاسی جلوس جائز ہیں۔ جو وہ دن رات کرتے رہتے ہیں۔ میلاد شریف کا جلوس وہاں کی سچ دھج کو حرام کہتے ہیں۔ مگر اپنے مذہبی۔ سیاسی جلسے۔ وہاں روشنی۔ وہاں کی زیبائش۔ جھنڈیاں وغیرہ کو جائز سمجھ کر دن رات کرتے رہتے ہیں۔ یوں ہی یارسول اللہ - یاغوث کے نعروں کو حرام کہتے ہیں۔ مگر اپنے مولویوں کے لئے زندہ باد کے نعروں کو جائز کہتے ہیں۔ جو چیزیں حضور ﷺ کے لئے حرام و شرک کہتے ہیں۔ وہ اپنے مولویوں کے لئے جائز بلکہ مستحب سمجھتے ہیں۔ اولیاء اللہ کے مزارات پر گنبد کی تعمیر کو حرام شرک کہتے ہیں مگر بانی پاکستان محسن قوم قائد اعظم کے مزار پر گنبد کی تعمیر کو حلال بلکہ کار خیر کہتے ہیں۔ امام ضامن کے نام کا پیسہ روپیہ خود صدر مملکت کے بازو پر باندھنے کو اچھا سمجھتے ہیں۔ یہ ہر حال عملاً اب دیوبندی حضرات بھی بریلوی بن چکے ہیں۔ غرض کہ ہمارا ان کا اصلی اختلاف ان مسائل میں نہیں بلکہ ہمارا ان کا اصل جھگڑا جس کی وجہ سے عرب و عجم تمام دنیا کے علماء دیوبندیوں کو مرتد خارج از اسلام قرار دیا ہے۔

وہ حضور ﷺ کی شان اقدس میں توہین و گستاخیاں ہیں جو دیوبندی لوگ دن رات کرتے رہتے ہیں۔ اور انہوں نے اپنی کتب میں لکھ کر چھاپی ہیں۔ مثلاً "مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے بعد درجہ حضور ﷺ کا ہے ان کے قدم شریف کی نعلین بادشاہوں کے تاج سے افضل ہیں۔ ان کے مدینہ پاک کا غبار شفاء امراض ہے وہ رسولوں کے سرتاج نبیوں کے شہنشاہ کل خلق کے مالک و مولیٰ ہیں مگر دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ جیسے گاؤں میں چوہدری نمبردار ایسے ہی قوم میں نبی۔ یعنی نبی کا درجہ تھانیدار کے برابر بھی نہیں۔ دیکھو ان کی مشہور کتاب تقویۃ الایمان صفحہ - یوں ہی مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ کوئی نماز حضور ﷺ کے اوب کے بغیر مکمل نہیں۔ ہر نمازی التحیات میں حضور ﷺ کو سلام کر کے نماز ختم کرتا ہے مگر ان دیوبندیوں کے نزدیک نماز میں حضور ﷺ کا خیال بھی کرنا گدھے و بتل کے خیال سے بدتر ہے دیکھو ان کی مشہور کتاب صراط المستقیم۔ یوں ہی مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کا مرتبہ ہاں

بپ۔ بلو شہ۔ شہنشاہ غرض کہ تمام جہاں سے زیادہ ہے مگر دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ حضور کا درجہ صرف بڑے بھائی کے برابر ہے دیکھو ان کی مشہور کتاب تفویض الایمان۔ گویا ان کے نزدیک حضور ﷺ کی ازواج پاک مسلمانوں کی مائیں نہیں بلکہ بھلوچیں ہونی چاہیں۔ کیونکہ بھائی کی بیوی بھلوچ ہوتی ہے اور بھی ان کے عقیدے بہت گندے ہیں۔ جو جاہ الحق حصہ اول کے آخر میں مع حوالہ بیان کرو چٹے گئے ہیں۔

اگر مولوی سرفراز خاں صاحب

ان عقیدوں سے توبہ کر لیں اور ایسی کتابیں لکھنے والوں سے بیزاری کا اعلان فرمائیں تو ہمارا ان کا اصل جھگڑا ختم ہو جاتا ہے کیا مولوی سرفراز خاں صاحب ہمت کر کے غیرت ایمانی کا ثبوت دیں گے۔ کیا وہ ان گستاخ بیدین دیوبندیوں کے خلاف قلم اٹھانے کی جرات کریں گے۔

خاتمہ

ناظرین نے اس کتاب سے یہ معلوم کر لیا کہ علماء دیوبند خصوصاً مولوی سرفراز خاں صاحب کے فتوے ہم لوگوں کے لئے اور ہیں مگر اپنے لوگوں کے لئے کچھ اور۔ جن چیزوں کو ہمارے لئے شرک و بدعت و کفر کہتے ہیں۔ ان ہی چیزوں کو اپنے لئے حلال و مباح سمجھتے ہیں۔ اس کا تازہ ثبوت یہ ہے کہ ابھی حال میں دیوبندیوں کے براہور دینی یقینی فرقہ اہل حدیث کے بڑے پایہ کے عالم مولوی حافظ عنایت اللہ صاحب نے ایک کتاب لکھی عیون دزم جس میں انہوں نے آیات قرآنیہ کی کھلے بندوں تحریف کی۔ اسلامی عقائد کا انکار کیا۔ چنانچہ انہوں نے لکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ پیدا ہوئے۔ ان کا باپ تھا جس کا نام یوسف نجار تھا۔ اور لکھا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے بچپن میں کلام نہ کیا اور سورۃ ال عمران و سورۃ مریم کی آیات کے ایسے باطل سینے کئے کہ خدا کی پناہ میں نے علماء اہل حدیث و علماء دیوبند و غیر ہم سے بطور استفتاء ان کے متعلق سوالات چھاپے کہ فرماؤ حافظ صاحب مذکور اب مسلمان رہے یا کافر ہو گئے۔ دوسرے فرقوں کی طرف سے فتوے کفر و ارتداد وصول ہوئے۔ مگر دیوبندی و اہل حدیث علماء بالکل خاموش رہے۔ یہ حضرات مسلمانوں کو بات بات پر دھڑا دھڑا شرک و کافر کہتے ہیں۔ اب کیوں خاموش ہیں۔ مولوی سرفراز صاحب کو بھی

یہ اشتہار بھیجا گیا کہ وہ بھی چپ ہو رہے۔ اور حافظ مذکور بدستور ان کا امام و خطیب ہے۔ اس کے پیچھے نمازیں پڑھ رہے ہیں۔ یہ ہے۔ ان لمحوں کی توحید۔ اللہ رحم فرما۔
امین۔

وما نوفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ اتسب

محمد اقبال خان عرف مصطفیٰ ہمایاں
مفتی جامعہ غوثیہ نعیمیہ گجرات پاکستان

حضرت حکیم الامت کی تمام تصانیف اس پتہ سے منگائیے۔

نعیمی کتب خانہ گجرات پاکستان